اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ !
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

”دین کی ضروری باتیں“ (part 02c)

والدین کو چاہیے کہ پہلے خود **”دین کی ضروری باتیں“ part 01** پڑھ لیں اور اگر صلاحیت (ability) ہو تو اپنے بچوں کو پڑھائیں ورنہ کسی سُنی عالم / سُنی عالمہ کے ذریعے پڑھوائیں (بھلے انہیں fees دینی پڑے لیکن **عام قاری صاحبان کے ذریعے نہ پڑھوائیں** تاکہ اسلامی عقیدے (beleives) سکھانے میں غلطیاں نہ ہوں)۔

91 ”مدینے میں حاضر ہیں مگر!“

مولانا محمد شریف رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں میں حج کے لیے مکّہ پاک گیا پھر مدینے شریف حاضر ہوا۔ اب میں نبی پاک صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضری کے لیے مسجدِ نبوی کے پاس پہنچا تو گنبد خضراء کے سامنے ایک سفید داڑھی (white beard) والے اور بہت نورانی اور روشن چہرے (bright face) والے بزرگ کو دیکھا جو پیارے آقا صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مزار مبارک کی طرف منہ کرکے ادب سے دوزانو (یعنی جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں، اُس طرح) بیٹھ کر کچھ پڑھ رہے تھے پھر مجھے معلوم ہوا کہ یہ تو عرب شریف کے بہت بڑے عالم حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نَبہانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ ہیں، میں آپ کے چہرے کی نورانیت اور خوبصورتی دیکھ کر بہت حیران (surprised) تھا پھر میں آپ کے قریب جاکر بیٹھ گیا اور سلام کرکے ہاتھ ملایا، میں نے علامہ اسماعیل رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے عرض کی: حضور میں ہندوستان (India) سے آیا ہوں میں نے آپ کی کتابیں بھی پڑھی ہیں اور مجھے آپ سے بہت محبّت ہے۔ پھر میں نے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے عرض کیا: حضور آپ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مُبارک روضے (یعنی مزار شریف) سے اتنا دور کیوں بیٹھے ہیں؟ میری یہ بات سن کر آپ رونے لگے اور روتے روتے فرمایا: میں اس لائق (یعنی اس قابل) کہاں کہ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے قریب جاؤں۔ اس کے بعد میں ان کے گھر کئی مرتبہ حاضر ہوا میں نے آپ کو پیارے آقا صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے بہت زیادہ محبّت کرنے والا پایا۔

(جواہر البحار مترجم، پیش لفظ، ص۱۰)

اس واقعے(incident)سے ہمیں یہ درس(lesson)ملا کہ بزرگانِ دین نبی کریم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے روضہ مُبارک(یعنی مزار شریف)کا بہت ادب(respect)کرتے تھے اورنیک ہونے کے باوجود خود کو گناہگار(sinner) سمجھتے تھے۔ ہمیں بھی پیارے آقا صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم، آپ کے مزار اور جالیوں کا ادب(respect)کرنا چاہیے۔جب مدینے پاک حاضری ہوتو ہرگز ہرگز جالیوں کی طرف پیٹھ(کمر۔back) نہیں کرنی بلکہ اپنا چہرہ(یعنی منہ)پیارے آقا صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مزار مبارک کی طرف کرنا ہے۔

تَعَارُف(Introduction):

علامہ یوسف بن اسماعیل نَبہانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بہت بڑے عاشقِ رسول،اللہ کریم کے ولی اور بہترین(best)عالمِ دین تھے۔ آپ1849 سن عیسوی میں عرب شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ عبادت کے علاوہ فتوی(یعنی دینی مسائل لکھ کر)دینے، کتابیں لکھنے کی وجہ سے بہت مصروف(busy)رہتے مگر پھر بھی حرمین شریفین یعنی مکۃُ المکرّمہ اور مدینۃُ المنّورہ بار بار حاضری کے لیے جاتے رہتے تھے۔ آپ سچے عاشق رسول تھے یہی وجہ ہے کہ آپ نے دیگر کتابوں کے ساتھ ساتھ درود پاک اور پیارے آقا صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے فضائل(حضور کی شان)پر بہت بہترین کتابیں لکھیں جنہیں پڑھ کر آج بھی عاشقانِ رسول فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جب آپ نے اپنی زندگی کی آخری کتاب لکھی تو خواب میں پیارے آقا صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زیارت ہوئی(یعنی خواب میں حضور کو دیکھا) کہ پیارے آقا صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے آپ کی کتاب کو اپنے سینے سے لگایا، آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے عرض کی: یَارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم اب آپ سے دور نہیں رہا جاتا پھر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا انتقال ہو گیا۔(جواہر البحار مترجم،پیش لفظ،ص۹ تا۱۲)

اللہ کریم کے ولی کی شان:

نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اَوْلِیَائے کِرام کی فضیلت(یعنی اُن کی شان، اُن کے مقام۔rank)کے بارے میں فرمایا: اللہ کریم کی مخلوق(all creatures) میں اس کے کچھ خاص بندے(یعنی ولی)ہیں کہ جنہیں اللہ کریم عافیت(یعنی امن وسلامتی)کے ساتھ زندہ رکھتا ہے، اور انہیں عافیت میں ہی پر موت عطا فرماتا ہے اور انہیں جنّت میں بھی عافیت کے ساتھ داخل فرمائے گا۔(الاولیاءلابی الدنیا،ص۱۰)

---

92 ”پانی پر چلنے والے بزرگ“

ایک مرتبہ سردی کے موسم سے پہلے حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنے ایک مرید سے فرمایا کہ اس مرتبہ سردی سے بچنے کے لیے لکڑیاں زیادہ جمع کرلینا۔ آپ کے حکم پر بہت ساری لکڑیاں جمع کرلی گئیں تو دوسرے ہی دن سے برف باری(snowfall)شروع ہوگئی اور یہ برف باری چالیس(40)دن تک ہوتی رہی۔ اب آپ نے اپنے ایک مرید کو اپنے ساتھ چلنے کا حکم دیا اور جہاں جانا تھا وہاں تک پہنچنے میں تین(3)دن پیدل چلنے کا راستہ(walking distance)تھا۔ جب راستے میں پانی کی ندی آئی(river آیا)تو آپ نے مرید سے فرمایا:پانی پر پاؤں رکھو اور چلتے رہو، مرید نے دیکھا کہ پانی بہت گہرا(deep water)ہے تو وہیں رُک گیا۔ آپ نے پھر مرید کو فرمایا کہ چلو تو اُس نے چلنا شروع کردیا۔ حضرت خواجہ بھی ان کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے جب پانی سے آگے نکل آئے تو حضرت خواجہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مرید سے فرمایا:اپنے موزے(socks)دیکھو کہ ان پر پانی تو نہیں لگا!مرید نے اپنے موزے دیکھے تو اللہ کریم کے کرم سے موزہ پانی سے گیلا(wet)نہیں ہوا تھا۔(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ،ص۱۵۲)

اس واقعے(incident)سے پتا چلا کہ اللہ کریم نے اپنے ولیوں کو ایسی طاقتیں دی ہیں کہ چاہیں تو گہرے پانی(deep water)میں چلیں اور دوسروں کو چلادیں اور یہ سب اللہ کریم ہی کا کرم ہے۔

تَعَارُف(Introduction):

حضرت خواجہ محمد بہاؤالدین نقشبند718ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ شریعت(یعنی دین)کے اصولوں کے مطابق(according to the rules) زندگی گزارتے تھے، کھانا اکثر اپنے ہاتھوں سے بناتے اور دستر خوان پر بیٹھے ہوئے مُریدوں کو اپنے ہاتھوں سے تقسیم فرماتے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ(پیری مریدی کے)سلسلہ نقشبندیہ کو شروع کرنے والے ہیں۔ آپ نے بے شمار لوگوں کو برائیوں کے راستے سے ہٹا کر نیکیوں کے راستے پر چلایا۔(انسائیکلوپیڈیا اولیاء کرام،ص۵۸،۵۹ ملخصا)

اللہ کے ولی کی شان:

فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: کیا میں تمہیں ان لوگوں کے بارے میں نہ بتاؤں کہ جو جنّت کے بادشاہ ہیں؟ عرض کی گئی: کیوں نہیں۔ فرمایا: وہ کمزور شخص (جنّت کا بادشاہ ہے) جو پھٹے پرانے کپڑے (torn old clothes) پہنتا ہو اور لوگ اس کی پرواہ نہیں کرتے ہوں (people don't care about them) لیکن اگر وہ اللہ کریم کے بھروسے (trust) پر کسی چیز کی قسم کھالے تو اللہ کریم اُسے پورا فرمادے گا۔ (ابن ماجۃ، کتاب الزھد، ج۴، ص۴۲۹، حدیث:۴۱۱۵)

---

93 ”اَوْلِیَائے کِرام رَحمۃُ اللّٰہ عَلَیْہِم کی طاقت“

{1} کرامتِ اَوْلِیَاء حق (یعنی سچّا اسلامی عقیدہ۔true Islamic belief) ہے، اِس کا انکار (denial) کرنے والا گمراہ (یعنی بد مذہب اور جہنّم میں لے جانے والا عقیدہ (belief) رکھنے والا) اور بہت بُرا شخص ہے (بہار شریعت، ح۱، ص۲۶۹، عقیدہ۳، مُلخصاً) {2} اللہ کے ولی کے اُن کاموں کو **”کرامت“** کہتے ہیں کہ جن کو عام انسان کر ہی نہیں سکتا کہ وہ کام عادۃً (as per practice) نہیں ہوتے (بہار شریعت ح۱، ص۵۸، عقیدہ۳۲، ماخوذاً) {3} اللہ کریم کی عطا سے، ولی کی کرامت لوگوں کو نظر آ بھی جاتی ہے، جیسے: مردہ زندہ کر دینا، پیدائشی اندھے (یعنی جو blind پیدا ہوا) کو آنکھیں دے دینا، سینکڑوں بلکہ ہزاروں میل (miles) کا فاصلہ (distance) چند لمحوں (few moments) میں طے کر لینا (مثلاً پانچ (5) گھنٹے کا سفر، پانچ (5) سیکنڈ میں پورا کر لینا) وغیرہ۔ یاد رہے کہ ولی کے پاس بہت طاقت ہوتی ہے مگر جتنی بھی طاقت ہو سب اللہ کریم ہی نے دی ہے، اللہ کریم کی قدرت (اور طاقت) سب سے زیادہ ہے {4} اللہ کریم اپنے فضل اور کرم سے نبی کے وسیلے (واسطے، ذریعے) سے ولی کو چھپی ہوئی (غیب کی) باتوں کا علم بھی عطا فرماتا ہے (جیسے: حضرتِ عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے ایک مرتبہ مدینہ شریف میں خطبہ (یعنی بیان) کے دوران سینکڑوں میل (hundreds of miles) دور ”عراق“ کے ایک علاقے ”نَہَاوَنْد

“میں موجود حضرتِ سارِیہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کو پکارا (یعنی آواز دی): یَاسَارِیَۃَ الْجَبَل (یعنی اے ساریہ! پہاڑ کی طرف سے ہوشیار (careful) ہو جاؤ، وہاں دیکھو دشمن آنے والا ہے) پہاڑ کے پیچھے سے دشمن حملہ (attack) کرنے والا تھا، وہاں موجود لوگوں نے یہ آواز سُنی اور اس طرح وہ دشمنوں کے حملے (attack of enemies) سے بچ گئے۔ یہ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی کرامت (اور شان) تھی کہ اتنے دور سے ”عراق“ کے ایک علاقے میں ہونے والی جنگ کا حالت (condition) دیکھ لیا اور وہیں سے حضرت ساریہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کو بتا بھی دیا) {5} اللہ کریم کی قدرت (اور طاقت) ایسی ہے کہ کسی دوسرے نے (مَعَاذَ اللہ! یعنی اللہ کی پناہ) اللہ کریم کو یہ قدرت (اور طاقت) نہیں دی لیکن اللہ کریم نے اَنْبِیَائے کرام (عَلَیْہِمُ السَّلَام) اور اَوْلِیَائے کِرام (رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم) کو طاقتیں دی ہیں یعنی اَنْبِیَائے کرام (عَلَیْہِمُ السَّلَام) اور اَوْلِیَائے کِرام (رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم) کی جو بھی شان اور مقام (مرتبہ۔rank) ہے، انہیں جو بھی علم ہے، انہیں جس کام کو کرنے کی طاقت ہے، سب کی سب اللہ کریم کی طرف سے ہے اور اللہ کریم کو کسی کی ضرورت نہیں ہے {6} اَوْلِیَائے کِرام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم کی بہت سی کرامتیں ہیں، جن میں سے یہ بھی ہیں: (۱) مدرسہ شامیہ کے اُستاد حضرتِ شیخ زین الدین شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے دعا کی تو چھت سے گر کر مر جانے والا بچّہ زندہ ہو گیا (حجۃ اللہ علی العالمین، ص۶۰۹ ملخصًا) (۲) مشہور ہے کہ بغداد شریف میں چار (4) بزرگ ایسے گزرے ہیں جو پیدائشی اندھوں اور کوڑھ (leprosy) کے مریضوں کو اللہ کریم کے حکم سے شفا دیتے تھے اور اپنی دعاؤں سے مُردوں کو زندہ کر دیتے تھے، اُن میں سے ایک حضور غوثِ پاک شیخ عبد القادر جیلانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی تھے (بہجۃ الاسرار، ص۱۲۴) (۳) کہا جاتا ہے کہ ”طرسوس“ (کے علاقے) کی جامع مسجد میں ایک ولی ہوتے تھے۔ اُنہیں کعبۃُ اللہ شریف کی زیارت (یعنی دیکھنے) کی خواہش (desire) ہوئی، تو اُنہوں نے اپنا سَر گریبان (یعنی اپنی قمیض) میں ڈالا اور چند لمحوں (moments) میں گریبان (یعنی قمیض) سے باہر نکالا تو وہ مسجدُ الحَرَم (مکّہ شریف) میں موجود تھے (حجۃ اللہ علی العالمین، ص۶۰۹) {7} اللہ کریم کی عطا سے اَوْلِیَائے کِرام دور سے پکارنے والوں (یعنی انہیں آواز دینے والے یا انہیں اپنے دل سے کوئی بات کرنے والوں) کی پکار (یعنی آواز وغیرہ) بھی

سن لیتے ہیں، پہلے کے لوگ بھی ولیوں کو مشکل میں پکارا کرتے تھے (جیسے: **(۱)**"رُوم" سے جب ایک جہاد کرنے والے نے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پیارے صحابی حضرت عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہ کو پکارا (یعنی آواز دی) تو آپ نے، ہزاروں میل (miles) دور سے مدینہ شریف میں اُس کی آواز سنی اور دو مرتبہ "لَبَّیْكَ" یعنی "میں حاضر ہوں" فرمایا (ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، ج۴، ص۱۰۹) **(۲)** اِسی طرح ایک مرتبہ کسی عورت نے اپنی حفاظت (safety) کے لیے حضور غوثِ پاک سیّد عبد القادر جیلانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو پکارا (آواز دی)، آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اُس وقت اپنے مدرسے میں وُضو فرما رہے تھے، آپ نے اس عورت کی مدد فرمائی (تفریح الخاطر، ص۳۷))۔ ولیوں کا دور سے سننا اور لوگوں کی مدد (help) کرنا سب اللہ کریم ہی کی مدد سے ہے اور یہ اللہ کریم ہی کا کَرَم ہے۔ حقیقت (یعنی اصل) میں اللہ کریم ہی مدد فرماتا ہے، اَوْلِیَائے کِرام اِس مدد کا ذریعہ (source) ہیں۔ **ہاں! یہ بات یاد رہے** کہ اللہ کریم کسی کا محتاج (یعنی اُس کو کسی کی ضرورت) نہیں، لیکن اللہ کریم نے قرآنِ پاک میں اپنی طرف وسیلہ ڈھونڈنے کا فرمایا ہے(1) (پ۶، سورۃ المائدہ، آیت ۳۵، ماخوذاً)، اِسی لئے مسلمان ولیوں سے مدد مانگتے ہیں یعنی اللہ کریم کی بار گاہ میں اُنہیں وسیلہ (ذریعہ) بناتے ہیں **{8}** "ولی" اصل میں "نبی" کے تحت (under) ہوتے ہیں اور اللہ کریم نبی کے وسیلے (ذریعے) سے ہی اُنہیں اختیارات (authorities) اور طاقتیں عطا فرماتا (یعنی دیتا) ہے **{9}** اَوْلِیَائے کِرام اللہ کریم ہی کی عطا اور اُسی کے فضل و کَرَم سے ہماری مدد فرماتے ہیں (جیسے: ایک مرتبہ حضرتِ علی رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے ایک غلام (slave) کا کٹا ہوا ہاتھ جوڑ دیا تھا (تفسیر کبیر، ج۷، ص۴۳۴)۔ حضرت اِمام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہ کا لُعاب (یعنی تھوک) ملا ہوا پانی جب کنویں میں ڈالا گیا تو کنویں کا پانی اُبل پڑا (یعنی اوپر آگیا) تھا (طبقات الکبری لابن سعد، ج۵، ص۱۱۰)۔ اسی طرح سلسلہ **"قادریہ"** کے بزرگ حضرت معروف کرخی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو ایک مرتبہ طواف کرنے (یعنی عبادت کی نیّت سے خانہ کعبہ کے چکر لگانے) کی خواہش (desire) ہوئی تو

---

(2) **"وسیلے"** کی تفصیل (detail) **Topic number : 96** میں دیکھیں۔

www.farzuloom.net

آپ راتوں رات اپنے شہر سے مکّہ شریف پہنچے اور طواف کرکے رات ہی کو واپس بھی تشریف لے آئے(جامع کرامات اولیاء،ج۲،ص۴۹۱)۔یوں ہی سلسلہ **"قادریہ"** کے ایک اور بزرگ **حضرت جنید بغدادی** رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے ایک بار ہوا میں ہاتھ بڑھایا تو آپ کے ہاتھ میں (بہت قیمتی پھول) زعفران آگیا اور آپ نے اُسے لوگوں کے سامنے رکھ دیا(جامع کرامات اولیاء،ج۲،ص۱۲) **{10}** طریقت(پیری مریدی وغیرہ) بھی شریعت (یعنی دین)کا ہی ایک راستہ ہے، شریعت سے جو چیز الگ ہو وہ گمراہی (بے دینی)اور جہنّم میں لے کر جانے والی بات ہے **{11}** شریعت سے اپنے آپ کو آزاد سمجھنا کفر اور اپنا ایمان خراب کرنے والی بات ہے۔(بہار شریعت ح۱،ص۲۶۵،عقیدہ۲،مُلخصاً) **یاد رہے کہ** اللہ کریم اپنے "ولی"کو دین کا علم بھی دیتا ہے اور دین پر عمل کی توفیق بھی دیتا ہے(یعنی"ولی"علم و عمل والا ہوتا ہے)، کوئی جاہل کہ جسے نماز اور دین کے ضروری مسائل بھی نہ آتے ہوں اور نمازوں سے بھی دور ہو، غیر عورتیں کے ساتھ بے پردگی کرنے والا، سب کے سامنے نمازیں قضا کرنے والا، وہ" اللہ کا ولی"نہیں بلکہ شیطان کا دوست ہے۔ ایسوں سے دور رہنا ضروری ہے اور اگر کوئی ایسا آدمی ، اس طرح کا کام کرے کہ جو عام انسان عادۃً (as per practice) کر ہی نہیں سکتا، تب بھی اُسے **"کرامت"** نہیں کہتے ہیں بلکہ یہ کام **"اِسْتِدْرَاج"** ہے کہ جو فاسق(سب سے سامنے گناہ کرنے والا) ہی نہیں بلکہ "کافر"بھی کرسکتا ہے۔(بہار شریعت ح۱،ص۵۸،عقیدہ۳۲،بالتغیر)

---

94 "قیدیوں(prisoners)کے ساتھ کھانا کھایا"

حضرت شیخ شِہَابُ الدِّین سُہْرَوَرْدِی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں اپنے پیر صاحب حضرت اَبُو نَجِیب ضِیاءُ الدّین سُہْرَوَرْدِی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے ساتھ مُلکِ شام گیا۔کسی مالدار شخص(wealthy person) نے کھانے کی کچھ چیزیں قیدیوں (prisoners)کے سروں پر رکھوا کر بھجوائیں۔ان قیدیوں کے پاؤں بندھے ہوئے تھے،جب دستر خوان (tablecloth for meal) بچھایا گیا تو حضرت اَبُو نَجِیب رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ

نے خادِم کو حکم دیا: ان قیدیوں (prisoners) کو بلاؤ تا کہ وہ بھی ہمارے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائیں۔ لہٰذا ان سب قیدیوں کو لایا گیا اور ایک دستر خوان پر بٹھا دیا گیا۔ شیخ ضِیاءُالدِّین ابُو نَجِیب رَحۡمَۃُاللہِ عَلَیۡہ اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر ان قیدیوں کے ساتھ جا کر بیٹھ گئے اور ان سب نے آپ کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔ (الابریز، ج ۲، ص ۱۴۶ ملخصًا)

اس واقعے (incident) سے معلوم ہوا کہ اللہ کے وَلی، تکبُّر (arrogance) سے بہت زیادہ بچتے تھے، غریبوں اور کمزور لوگوں سے محبّت کرتے تھے۔ ہمیں بھی تکبُّر جیسی برائی سے بچنا چاہیے اور کمزور لوگوں کے ساتھ محبّت بھی کرنی چاہیے۔

تَعَارُف (Introduction):

حضرت ابُو نَجِیب ضِیاءُ الدِّین سُہرَوَرۡدِی رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ 490 سنِ ہجری میں ایران کے شہر "سُہرَوَرۡد" میں پیدا ہوئے، آپ نے دینی تعلیم حاصل کرنے کے لیے بغداد کا بھی سفر کیا اور مزید (more) تعلیم (education) غوثِ پاک سیّد عبدُ القادر رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے مدرسے "جامعہ نظامیہ" سے حاصل کی۔ ابُو نَجِیب سُہرَوَرۡدِی رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ (پیری مریدی کے) سلسلے "سُہرَوَرۡدِیہ" کو شروع کرنے والے ہیں۔ آپ کا بیان بہت اچھا ہوتا تھا کہ آپ کا بیان سن کر ہزاروں لوگ گناہوں بھری زندگی چھوڑ کر، نیکیوں والی زندگی اپنا لیتے تھے۔ 563 سنِ ہجری جمعۃُ المبارک کے دن آپ کا انتقال ہوا۔ (تذکرہ مشائخ سہر وردیہ قلندریہ، ص ۱۰۷ تا ۱۱۰)

اللہ کریم کے ولی کی شان:

اللہ کریم نے اپنے ولیوں کو بڑا مقام (درجہ۔ rank) دیا ہے، پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ اللہ کریم جب کسی بندے سے محبّت کرتا ہے تو حضرت جبرئیل عَلَیۡہِ السَّلَام کو بلا کر ان سے فرماتا ہے کہ میں فلاں سے محبّت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبّت کرو، تو حضرت جبرئیل عَلَیۡہِ السَّلَام اس سے محبّت کرتے ہیں، پھر حضرت جبرئیل عَلَیۡہِ السَّلَام آسمان میں ندا کرتے (یعنی آواز دیتے) ہیں کہ اللہ کریم فلاں سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو تو آسمان والے بھی اس سے محبّت کرتے ہیں، پھر اس کے لیے زمین میں مقبولیت

(popularity) رکھ دی جاتی ہے(یعنی زمین والے اُسے پسند کرنے لگتے ہیں)۔(مسلم،کتاب البرّوالصلۃ والآداب، ص۷ ۱۴۱،الحدیث:۱۵۷(۲۶۳۷)ملتقطا)

---

95 ”تیز بارش شروع ہوگئی“

ایک مرتبہ حضرت ابُو اِسْحَاق چِشْتِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے شہر میں بارشیں ہونا بند ہوگئیں تو لوگ بہت پریشان ہوگئے، فقیر اور غریب لوگ کھانا نہ ملنے کی وجہ سے مرنے لگے۔ وہاں کا خلیفہ (حاکم۔ruler) آپ کے پاس آیا اور عرض کی کہ آپ جیسے اللہ کے وَلی کے ہوتے ہوئے بھی بارش نہیں ہورہی۔ آپ اللہ کریم سے دعا کریں کہ آپ کی دعا قبول(accept) ہوتی ہے، آپ دعا فرمائیں تاکہ بارش ہو اور فقیروں کو سکون ملے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا:ہم نے بہت دنوں سے محفل نہیں کی،ہمیں کلام سناؤ کہ جب ہماری آنکھوں سے(اللہ کریم کی محبّت اور اُس کے خوف میں) آنسوؤں کا پانی نکلنا شروع ہوگا اس وقت بارش بھی ہوجائے گی۔ حضرت ابُواِسْحَاق چِشْتِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے خلیفہ کو واپس بھیجتے ہوئے کہا:بارش ضرور ہوگی(اِنْ شَاءَ اللہ!یعنی اللہ کریم نے چاہاتو)جب محفل شروع ہوئی تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہوگئے، اسی وقت اللہ کریم کے حکم سے بادل آئے اور بارش بھی شروع ہوگئی جس سے لوگوں کو آرام ملا۔بارش کے دو(2)دن بعد خلیفہ آپ کے پاس دوبارہ آیا۔تو خلیفہ کو دیکھ کر حضرت ابُواِسْحَاق چِشْتِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ رونے لگے، آپ کے رونے پر وہ بھی رونے لگا،بعد میں لوگوں نے آپ سے پوچھا:خلیفہ کو دیکھ کر آپ نے رونا کیوں شروع کردیا تھاتو آپ نے عاجزی کرتے(اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتے)ہوئے اوراللہ کریم سے ڈرتے ہوئے فرمایا کہ:نہ جانے مجھ سے ایسی کون سی غلطی ہوگئی ہے کہ دو(2)دن سے دنیاوالوں سے ملاقات ہورہی ہے اور فقیروں کی محبّت سے میرے دل کو ہٹادیا گیاہے۔(سیر الاقطاب،ص ۸۵ملخصا)

اس واقعے(incident)سے پتا چلا کہ اللہ کریم اپنے ولیوں کو بہت بڑے درجے(ranks) دیتا ہے اور اللہ کے ولی،اللہ کریم کی رحمت کا یقین(sure) بھی رکھتے ہیں اور اللہ کریم ان کی دعائیں قبول(accept)فرماتا

ہے۔

تَعَارُف(Introduction):

حضرت اَبُواِسْحَاق چِشْتِی جمعہ کے دن 237 سنِ ہجری مُلکِ شام کے شہر ”دمشق“ میں پیدا ہوئے، آپ اپنے وقت کے بہترین عالمِ دین تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ (پیری مریدی کے) سلسلے ”چِشتِیہ“ کو شروع کرنے والے ہیں۔(سیر الاقطاب، ص۸۴ ملخصاً۔ اقتباس الانوار، ص۲۷۰ ملخصاً)

اللہ کریم کے ولی کی شان:

اللہ کریم کے محبوب (یعنی پسندیدہ۔favorite) بندے وہ ہیں جو پرہیزگار (یعنی نیک) اور کم مال والے ہیں، جب وہ غائب ہو جائیں (موجود نہ ہوں) تو انہیں تلاش نہ کیا (ڈھونڈا نہ) جائے اور جب وہ حاضر (یعنی موجود) ہوں تو انہیں پہچانا (recognize) نہ جائے، یہی لوگ ہدایت کے امام (Imam of guidance) اور علم کے چراغ (lamp of knowledge) ہیں۔(حلیۃ الاولیاء، مقدمۃ المصنف، ج۱، ص۴۶، حدیث:۱)

---

96 ”وسیلہ اور تَبَرُّک“

وسیلہ:

{1} اللہ کریم کی بارگاہ میں نیک بندوں کا وسیلہ بنانے (مثلاً یااللہ اپنے محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صَدَقے سے ہماری مغفرت فرما، اس طرح کرنے) سے دعائیں قبول (accept) ہونے، مشکلات حل ہونے، مصیبتیں دور ہونے اور دینی و دُنیوی بھلائیاں اور فائدے حاصل ہونے کی اُمید (hope) ہے۔

{2} اللہ کریم کی بارگاہ میں نیک بندوں کا وسیلہ دینے کی تعلیم (teaching)، قرآن و حدیث میں ہے۔ اَنْبِیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اور اَوْلِیائے کِرام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم کا وسیلہ اس لیے دیا جاتا ہے کہ ان حضرات کو اللہ پاک کا قُرب (یعنی نزدیکی) حاصل ہے اور اللہ کریم اپنے کرم سے ان کی دعا پوری کرتا ہے اور ان کی شفاعت (یعنی سفارش)

قبول(accept)فرماتا ہے۔

{3} اللہ کریم فرماتا ہے، ترجمہ (Translation):اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔(پ۶،سورۃالمائدہ،آیت ۳۵)(ترجمہ کنزالعرفان)

{4} اللہ کریم نے اپنے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سفارش پر توبہ قبول(accept)ہونے کا وعدہ فرمایا،ترجمہ (Translation):اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول(accept) کرنے والا مہربان پائیں۔(سورۃالنساء،پ۵،آیت ۶۴)(ترجمہ کنزالایمان)

{5} آیت کے شروع میں اگرچہ ایک خاص واقعے(special event) کے بارے میں بات کی گئی ہے، البتہ اس میں موجود حکم قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لیے ہے کہ انہیں پیارے آقا صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر شفاعت (یعنی سفارش) مانگنے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔(تفسیر صراط الجنان،ج۲،ص۲۳۳،ملخصاً)

{6} اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں: بندوں کو حکم ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر توبہ و استغفار کریں (یعنی خود بھی اللہ کریم سے معافی مانگیں اور نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو عرض کریں کہ وہ اللہ کریم سے ہمیں معافی دلوائیں)۔ اللہ کریم تو ہر جگہ کے لوگوں کی سنتا ہے مگر حکم یہی فرمایا کہ میری طرف توبہ کرنا چاہو تو میرے محبوب کے پاس حاضر ہو۔(فتاوی رضویہ،ج۱۵،ص۶۵۴ملخصاً)

{7} پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی وفات شریف کے بعد گاؤں میں رہنے والے ایک صاحب، مزار شریف پر حاضر ہوئے اور روضۂ انور (یعنی مزار شریف) کی پاک مٹی اپنے سر پر ڈال کر عرض کرنے لگے: یارَسُوْلَ اللہ! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، جو آپ نے فرمایا، ہم نے سنا اور جو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر نازل ہوا، اس میں ”وَ لَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا“ (اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے۔۔۔) یہ آیت بھی ہے تو میں نے بے شک اپنی

جان پر ظلم کیا اور میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس، اللہ کریم سے اپنے گناہ معاف کراونے کے لیے حاضر ہوا ہوں تو آپ میرے ربّ سے میرے گناہ مُعاف کرائیے۔ اُسی وقت قبر شریف سے آواز آئی کہ تجھے معاف کر دیا گیا۔ (مدارک، النساء، تحت الآیۃ:٦٤، ص٢٣٦)

{8} اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں: جو مزار شریف پر حاضر نہیں ہو سکتا تو دل سے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی طرف توجُّہ (attention) کرے، کیونکہ مولانا علی قاری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی روح ہر مسلمان کے گھر میں تشریف لاتی ہے۔ (شرح الشفاء، ج٢، ص١١٨، دار الکتب العلمیہ بیروت، فتاوی رضویہ، ج١٥، ص٦٥٤ مُلخصاً)

{9} اللہ کریم کی بارگاہ میں نیک لوگوں کو وسیلہ بنانا کامیابی حاصل کرنے کا طریقہ ہے، اللہ کریم کے نیک بندوں کی دعا سے کام ہو جاتے ہیں۔ (پ٦، سورۃ المائدہ، آیت ٣٥، خزائن العرفان، مُلخصاً)

{10} طبرانی شریف میں ہے: نبیِّ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مسلمان فقرا کے وسیلے سے کامیابی اور مدد کی دعا کیا کرتے تھے۔ (معجم کبیر، ج١، ص٢٩٢، حدیث:٨٥٩ مُلخصاً)

{11} حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے وسیلے سے دعا کی تو اللہ کریم نے فرمایا: بے شک! مُحمّد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) تمام مخلوق (all creatures) میں میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ (most favorite) ہیں اور اب اے آدم (عَلَیْہِ السَّلَام)! تم نے ان کے وسیلے (صَدْقے) سے سوال کیا ہے تو میں نے تمہاری مغفرت کر دی (یعنی درجے بلند کیے اور ناپسندیدہ بات کو مُعاف کیا) اور اگر مُحمّد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی، ج٥، ص٤٨٩)

نوٹ: اللہ کریم کے سارے اَنْبِیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام گناہوں سے معصوم اور محفوظ (safe) ہیں کہ ان سے گناہ ہو ہی نہیں سکتا۔ البتہ اگر کوئی ناپسندیدہ (unwanted) بات اُن سے ہو جاتی ہے تو وہ اُس بات سے بھی اس طرح توبہ کرتے (یعنی اللہ کریم سے معافیاں مانگتے) تھے کہ جس طرح نیک لوگ گناہوں سے توبہ کرتے ہیں۔

www.farzuloom.net

{12}نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کی والدہ کے لئے اس طرح کی دعا فرمائی: ترجمہ: (اے اللہ!) میری ماں فاطمہ بنتِ اسد کی مغفرت (یعنی بخشش) فرما اور میرے اور مجھ سے پہلے نبیوں کے وسیلے (صَدْقے) سے اس کی قبر کو اچھا کر دے! (معجم کبیر، ج۲۴، ص۳۵۱، حدیث:۸۷۱ ملخصاً)

{13}امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ قحط (یعنی بارش، رزق مثلاً پھل اور سبزی کی کمی) کے وقت یوں دعا کیا کرتے: اے اللہ! پہلے ہم تیرے نبی کے وسیلے سے دعا کرتے تھے، اب اپنے نبی کے چچا عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے وسیلے سے دعا کرتے ہیں، ہمیں بارش عطا فرما! (بخاری، ج۱، ص۳۴۶، حدیث:۱۰۱۰)

تَبَرُّک:

{1}تابوتِ سکینہ وہ صندوق (box) تھا کہ جس میں اَنبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی چیزیں یعنی تبرّکات تھے۔ (ایک قوم۔nation) بنی اسرائیل مشکل وقت میں اُس تابوت (box) کے وسیلے (صَدْقے) سے دعا کرتے اور دشمنوں کے مقابلے (competition) میں کامیاب ہو جاتے تھے (جلالین، پ۲، البقرۃ، تحت الآیۃ ۲۴۸، ۱/۱۴۲)۔ اللہ کریم فرماتا ہے، ترجمہ (Translation): تمہارے پاس وہ تابوت (box) آجائے گا جس میں تمہارے ربّ کی طرف سے دلوں کا چین (یعنی سکون) ہے اور معزّز (یعنی عزّت والے) موسیٰ اور معزّز (یعنی عزّت والے) ہارون کی چھوڑی ہوئی چیزوں کا بقیہ (rest) ہے، فرشتے اسے اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ (ترجمہ کنز العرفان) (پ۲، سورۃ البقرۃ، آیت ۲۴۸)

{2}حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کی قمیض مبارک سے حضرت یعقوب عَلَیْہِ السَّلَام کی آنکھیں صحیح ہو گئیں۔ اللہ کریم قرآنِ پاک میں اپنے نبی کا یہ جملہ (sentence)، بیان (explain) فرماتا ہے: میرا یہ کُرتا (shirt) لے جاؤ اور اسے میرے باپ کے منہ پر ڈال دینا، وہ دیکھنے والے ہو جائیں گے۔ (پ۱۳، سورۃ یوسف، آیت ۹۳)

{3}حدیث شریف کی سب سے اہم (most important) کتاب **"بخاری شریف"** میں ہے کہ ایک عورت حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس ایک خوبصورت چادر لائیں اور عرض کیا: آپ کو پہننے کیلئے دے رہی ہوں، آپ

اس کو پہن کر باہر تشریف لائے تو ایک صحابی نے اس چادر کی تعریف کی اور وہ چادر آپ سے مانگ بھی لی۔ (بعد میں) صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ عَنۡھُمۡ نے اُن سے کہا کہ آپ نے اچھا نہیں کیا کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے اسے اپنے لئے پسند فرمایا ہے اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ جو حضور سے مانگتا ہے، حضور صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم اُسے منع نہیں فرماتے ہیں تو اُن صحابی نے کہا کہ میں نے اس کو پہننے کے لئے نہیں لیا بلکہ (مر جانے کے بعد) اپنے کفن کیلئے مانگی ہے۔ اس حدیث کو بیان کرنے والے فرماتے ہیں کہ واقعی وہ چادر انہی صحابی کا کفن بنی (یعنی جب اُن کا انتقال ہوا تو انہیں یہ چادر پہنا کر دفن کیا گیا)۔ (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، ج ۱، ص ۴۳۱، حدیث: ۱۲۷۷، ملخصًا)

{4} حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہ کے پاس نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی مبارک قمیص اور پیارے ناخن تھے۔ جب آپ رَضِیَ اللہُ عَنۡہ کے انتقال کا وقت قریب آیا تو آپ نے وصیت فرمائی کہ (یعنی یہ کہا تھا کہ میرے انتقال کے بعد) مجھے اُس قمیص میں کفن دیا جائے جو پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے مجھے دی تھی اور وہ مبارک قمیص میرے جسم سے بالکل ملا کر رکھی جائے۔ جبکہ آقا صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کے مبارک ناخن میری آنکھوں اور منہ پر رکھ دیئے جائیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنۡہ نے مزید اس طرح فرمایا: یہ کام ضرور کرنا اور مجھے سب سے زیادہ رحم و کرم کرنے والے ربّ کی رحمت کے سپرد (حوالے) کر دینا۔ (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، ج ۵، ص ۲۲۳، ملخصاً)

{5} مسلم شریف میں ہے کہ امیر المؤمنین حضرت اُبو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ عَنۡہ کی شہزادی (یعنی بیٹی) حضرت اسماء رَضِیَ اللہُ عَنۡھَا کے پاس حضور صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کا ایک جُبّہ (a long outer garment) تھا (ایک مرتبہ) آپ رَضِیَ اللہُ عَنۡھَا نے وہ جُبّہ نکالا اور فرمایا: یہ جُبّہ رَسُوۡلُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کا ہے، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم اسے پہنا کرتے تھے، اب ہم اسے بیماروں کے لئے دھوتے ہیں اور اس سے شفا حاصل کرتے ہیں۔ (مسلم، کتاب اللباس و الزینۃ، حدیث: ۲۰۶۹، ص ۸۸۳)

---

97 ”ٹوٹے ہوئے ہاتھ سے کتاب لکھ دی“

حضرتِ مفتی احمد یار خان رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ نے ۱۳۹۰ھ میں حج کیا اور مدینے پاک میں حاضری کی سعادت پائی

(یعنی حج کے بعد مدینے پاک بھی گئے)۔ کہتے ہیں کہ: میں مدینہ پاک میں گر گیا اور سیدھے ہاتھ کی ہڈّی ٹوٹ گئی، درد بہت زیادہ ہوا تو میں نے اپنے ہاتھ کو چوم لیا اور کہا: اے مدینے کے درد، میرے دل میں بھی تیرے لیے جگہ ہے کہ تو مدینے پاک سے ملا ہے۔ دَرد اُسی وَقْت ختم ہو گیا مگر ہاتھ کام نہیں کر رہا تھا۔

سترہ(17) دن بعد ایکسرے(X-ray) کرایا تو ہڈّی کے دو ٹکڑے ہو گئے تھے اور کچھ فاصلہ (gape) بھی تھا مگر پھر بھی مُفتی احمد یار خان رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ نے علاج نہیں کرایا لیکن آہِستہ آہِستہ ہاتھ کام کرنے لگا۔ مدینے پاک کے ڈاکٹر محمد اسمٰعیل نے کہا کہ یہ خاص کرم ہوا ہے کہ یہ ہاتھ ہمارے اندازے(guesse) کے مطابق ہِل بھی نہیں سکتا۔(مفتی صاحب یہ بھی فرماتے ہیں: کہ) وہ ایکسرے میرے پاس ہے، ہڈی اب تک ٹوٹی ہوئی ہے۔ اللہ کریم کے کرم سے، مدینے پاک کی برکت سے(with the blessings of Madinah Pak)، اس ٹوٹے ہوئے ہاتھ سے قرآنِ پاک کی تفسیر (یعنی قرآن پاک کی آیات کے معنی، مطلب، تشریح یعنی وضاحت والی کتاب) لکھ رہا ہوں ۔ میں نے اپنے اس ٹوٹے ہوئے ہاتھ کا علاج صِرْف یہ کیا کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی جالیوں(یعنی مزار شریف) کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ حضور !میرا ہاتھ ٹوٹ گیا ہے، آپ تو(حضرت) عبدُاللہ بِن عَتِیْك (رَضِیَ اللہُ عَنْہ) کی ٹوٹی پنڈلی(shin) جوڑنے والے ہیں !اور آپ تو(حضرت) مُعَاذ بِن عَفْرَاء(رَضِیَ اللہُ عَنْہ) کا ٹوٹا بازو(arms) جوڑ دینے والے ہیں، مجھ پر بھی کرم فرمائیں اور میرا ٹوٹا ہوا ہاتھ جوڑ دیں۔(تفسیرِ نعیمی، ج۹، ص ۳۸۸ ،مُلخصاً)

اس واقعے(incident) سے ہمیں یہ درس(lesson) ملا کہ ہمارے عُلَمَائے کِرام ، مدینے پاک سے بہت محبّت کرتے تھے اور پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی رحمت سے بہت اُمید(hope) رکھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ مُفتی احمد یار خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مدینے شریف کی چوٹ کا علاج تو نہ کیا مگر پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے، اُن کی رحمت کا سوال کیا۔

تَعَارُف(Introduction):

حضرت علامہ مُفتی احمد یار خان نَعِیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ 1894ء میں یوپی ہند(India) میں پیدا ہوئے۔ آپ

نے امامِ اہلسنّت، اعلیٰ حضرت، پیر طریقت، حضرت علّامہ مولانا ، امام **احمد رضا خان** قادِری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے خلیفہ (جنہیں اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے پیری مریدی کروانے کی اجازت دی) مُفتی نَعیمُ الدّین مُرادآبادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے بھی علمِ دین حاصل کیا اور آپ ہی سے مرید ہوئے۔ آپ خود فرماتے تھے میرے پاس جو کچھ ہے سب حضرت مُفتی نَعِیمُ الدِّین مُرادآبادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے ملا ہے۔ مُفتی احمد یار خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے قرآنِ پاک اور حدیث کے معنیٰ سمجھانے والی کتابوں کے علاوہ اور بھی کئی کتابیں لکھیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اس طرح کے علمی کام کرنے کے ساتھ ساتھ باجماعت نماز پڑھنے کے ایسے عادی تھے کہ چالیس (40) سال تک آپ کی تکبیرِ اولیٰ (نماز کی پہلی تکبیر، امام کے ساتھ) فوت نہ ہوئی۔ (فیضان مفتی احمد یار خان، ملخصًا)

علم اور عُلَمائے کِرام کی شان:

عالِم کی مجلس میں حاضر ہونا ہزار(1,000) رکعت نماز، ہزار(1,000) بیماروں کی عیادت اور ہزار (1,000) جنازوں میں حاضر ہونے سے بہتر (better) ہے۔ کسی نے عرض کیا: یارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور قرآن کی تلاوت سے (بھی افضل ہے)؟ فرمایا: (کیا) قرآنِ پاک علم کے بغیر فائدہ دے گا؟ (قوت القلوب، ج۱، ص ۲۵۷، مُلتقطاً)

---

98 ”بے ادب خاموش ہو گیا“

جب مُفتی وقارُ الدّین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بریلی شریف میں امامِ اہلسنّت، اعلیٰ حضرت، پیر طریقت، حضرت علّامہ مولانا، امام **احمد رضا خان** قادِری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مدرسے، مَنْظَرُ الاسلام میں پڑھایا کرتے تھے، اُس وقت کسی نے آپ کے پاس آکر بتایا کہ یہاں سے قریب ایک گاؤں میں ایک بے ادب (disrespectful) شخص ہے کہ جو مسجد میں بیٹھ کر بال کٹواتا ہے، لوگ سمجھاتے ہیں تو کہتا ہے کہ مسجد میں ایسا کر سکتے ہیں، کوئی بھی عالِم آکر مجھ سے بات کر لے۔

مُفتی وقارُ الدّین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اُس شخص کے پاس چلے گئے اور اُس سے فرمایا: تم مسجد میں بیٹھ کر بال کیوں

کٹواتے ہو؟ اُس نے کہا کہ اگر یہ کوئی غلط کام ہے تو آپ قرآن وحدیث سے بتائیں۔ مُفتی صاحب نے فرمایا: کہ ہمارے پیارے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: کہ مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا، نیکیوں کو اس طرح برباد کردیتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو جلادیتی ہے (اتحاف السادۃ المتقین، الباب الاول، ج۳، ص۵۰) اور مسجد میں بال کٹوانا مسجد میں گندگی کرنا ہے۔ وہ آدمی کہنے لگا: حدیث میں مسجد میں باتیں کرنے سے منع کیا گیا ہے بال کٹوانے سے منع نہیں کیا گیا۔ اس پر مُفتی صاحب نے فرمایا: قرآن مجید میں اللہ کریم نے والدین کے ادب (respect) کے بارے فرمایا: اپنے والدین کو اُف تک نہ کہو (پ۲۶، الاحقاف، الایۃ۱۷) یعنی انہیں بالکل تکلیف نہ دو۔ اب کوئی شخص اپنے والدین کو مارنا شروع کردے اور کہے کہ قرآنِ پاک میں والدین کے سامنے "اُف" کہنے سے منع کیا گیا ہے، مارنے سے منع نہیں کیا گیا۔ تو والدین کو مارنے والا شخص غلط کررہا ہے یا صحیح کررہا ہے؟ اس نے کہا "غلط" کررہا ہے۔ مُفتی صاحب نے فرمایا: جس طرح والدین کو مارنے والا بلکہ انہیں کسی بھی طرح تکلیف دینے والا گناہگار اور غلط کام کرنے والا ہے حالانکہ قرآنِ پاک میں صرف "اُف" کہنے سے منع کیا گیا اسی طرح مسجد میں گندگی پھیلانے والا بھی، ایسے کام کرنے والا ہے کہ جن سے منع کیا گیا ہے۔ یہ سُن کر وہ آدمی خاموش ہوگیا اور لوگوں نے مُفتی وقار الدین رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا شکریہ ادا کیا۔ (وقار الفتاویٰ، ج۱، ص۷ بالتصرف)

اس واقعے (incident) سے ہمیں یہ درس (lesson) ملا کہ کچھ لوگ قرآنِ پاک اور مسجد کا ادب نہیں کرتے ایسے لوگوں کو نرمی سے سمجھانا چاہیے اور اگر یہ لوگ بے ادبی سے نہ رُکیں تو ان سے دور رہنا چاہیے۔

تَعَارُف (Introduction):

مُفتی اعظم پاکستان مُفتی وقارُ الدّین رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سن 1915 میں ہند (India) میں پیدا ہوئے۔ صَدْرُالشَّرِیْعَہ حضرت علامہ مولانا مُفتی اَمجَد علی اَعْظَمِی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بھی آپ کے استاد تھے۔ آپ نے اپنی زندگی کا زیادہ حصّہ علمِ دین سیکھنے اور سکھانے میں گزارا۔ ہند، بنگلہ دیش پھر پاکستان میں علمِ دین پڑھانے کا سلسلہ رہا۔ دارالعلوم امجدیہ (کراچی۔ پاکستان) کے دارُالِافتاء میں آپ شرعی مسائل کے فتاویٰ (جوابات) بھی دیتے رہے۔ امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ تقریباً 22 سال تک آپ کے پاس شرعی مسائل وغیرہ کے سلسلے میں

جاتے رہے۔ مُفتیِ اَعْظَم پاکستان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کو اپنی خلافت بھی دی (یعنی آپ کو اجازت دی کہ اب آپ دوسروں کو مرید کرسکتے ہیں)۔ 1993 میں نماز فجر کے لیے اٹھے وضو کے دوران ہی آپ کو دل کا اٹیک (heart attack) ہوا جس کے بعد آپ انتقال فرما گئے۔

علم اور عُلَمائے کِرام کی شان:

حضرت اسماعیل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو خواب میں دیکھا اور ان کا حال پوچھا۔ (انہوں نے) کہا: اللہ کریم نے مجھے بخش دیا اور مجھ سے فرمایا: اگر میں تجھ پر عذاب (punishment) کرنا چاہتا (تو تجھے) علم (دین) نہ دیتا۔ (الدر المختار معہ رد المحتار، ج ۱، ص ۱۲۵، ملخصاً)

---

99 ”علم اور عُلَمائے کِرام کا ادب کریں“

بہت اہم باتیں:

(1) علمِ دین کو گھٹیا سمجھ کر اس طرح کہنا، کُفرِیّہ قول ہے: "میں کیوں علم سیکھوں!" (مَعَاذَ اللہ! یعنی اللہ کریم کی پناہ)۔ (منح الروض، ص ۴۷۲)

(2) عُلَمائے کِرام کی توہین (insult) کی نیّت سے اس طرح کہنا، کلمۂ کُفر ہے: "جتنے مولوی ہیں سب بد مَعاش ہیں۔" (مَعَاذَ اللہ!)۔ (ماخوذ از فتاوٰی امجدیہ ج ۴، ص ۴۵۴)

(3) عالمِ دین سے اِس کے علمِ دین کی وجہ سے بُغض رکھنا (یعنی نفرت کرنا) کفر ہے یعنی اس وجہ سے (نفرت کرنا) کہ وہ عالمِ دین ہے (مَعَاذَ اللہ!)۔ (ایمان کی حفاظت ص ۱۰۳)

(4) جو اس طرح کہے، اُس پر حکمِ کفر ہے: "فساد کرنا عالم بننے سے بہتر ہے" (مَعَاذَ اللہ!)۔ (فتاوٰی عالمگیری ج ۲، ص ۲۷۱)

(5) علمِ دین سے نفرت کی وجہ سے، اس طرح کہنا، کُفر ہے: "علم سے جَہالت بہتر ہے یا عالِم سے جاہل اچھا ہوتا ہے۔" (مَعَاذَ اللہ!)۔ (مَجْمَعُ الْاَنْہُر ج ۲، ص ۵۱۱)

(6) عُلَمائے کِرام کی توہین(insult)کی نیّت سے اس طرح کہنا، کفر ہے:"مولوی لوگ کیا جانتے ہیں؟"(مَعَاذَ اللہ!)۔(فتاوٰی رضویہ ج۱۴، ص۲۴۴)

(7) اس طرح کہنا، قول کفر ہے:"عُلَماء جو بتاتے ہیں اسے کون کر سکتا ہے!"(مَعَاذَ اللہ!) کیونکہ اِس کلام(یعنی بات) سے لازِم آتا ہے کہ شَریعت میں ایسے اَحکام ہیں(یعنی دین نے وہ کام لازم کیے ہیں کہ) جو طاقت سے باہَر ہیں یا عُلَماء نے اَنْبِیَائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام پر جھوٹ باندھا ہے۔(مِنَحُ الرَّوض ص۴۷۰۔۴۷۱)

(8) عالمِ شریعت اگر اپنے علم پر عامل بھی ہو، جب تو وہ چاند(moon)کی طرح ہے کہ خود بھی ٹھنڈا اور تمہیں بھی روشنی دیتا ہے اور عالمِ بے عمل کی مثال چراغ(lamp) کی طرح ہے کہ خود تو جلے مگر تمہیں فائدہ دے(فتاوٰی رضویہ جلد۲۱، ص۵۳۰ ملخصاً)۔ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں:اُس شخص کی مِثال جو لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتا اور اپنے آپ کو بھول جاتا ہے اُس چَراغ کی بتّی(wick of the lamp)کی طرح ہے کہ لوگوں کو روشنی دیتا ہے اور خود جلتا ہے۔(اَلتَّرْغِیب وَالتَّرْہِیب ج۱، ص۹۳، حدیث۲۱۸)

(9) عوام کو عُلَمائے کِرام سے بد ظَنّ کرنا(یعنی لوگوں کے دلوں میں علمائے کرام کی نفرت ڈالنا) بَہُت سخت گناہ ہے کہ جب بد ظَنّ ہونگے(تو)اُن(یعنی عُلَمائے کِرام) سے بیزار(یعنی دور) ہو نگے اور ہَلاکت میں پڑیں گے(مَعَاذَ اللہ!)۔(فتاوٰی امجدیہ ج۴، ص۵۱۵)

(10) عالمِ دین کو بُرا کہنا اگر اُس کے عالمِ دین ہونے کے سبب ہے تو کُفر ہے اور عورت نکاح سے باہَر۔ چاہے(عالمِ دین کو) بُرا کہنے والا خود عالِم ہو یا جاہِل(مَعَاذَ اللہ! یعنی اللہ کریم کی پناہ)۔(فتاوٰی رضویہ ج۲۱، ص۲۹۴)

یاد رہے!

صِرف عُلَمائے اہلسنّت ہی کی تعظیم(respect) کی جائے گی۔ رہے بد مذہب(یعنی گمراہ عقیدے(belief) والے)، تو ان کے سائے(Shadow) سے بھی دور بھاگیں کہ ان کی تعظیم(respect) حرام، اُن کا بیان سننا حرام، ان کی کتابوں کو پڑھنا حرام اور ان کے پاس آنا جانا بھی حرام اور ایمان برباد ہونے کا سبب

(reason)ہے۔جیسا کہ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں:
عالم وُہی ہے جو سُنّی صحیح العقیدہ (یعنی جس کے عقیدے(beliefs) قرآن و حدیث کے مطابق۔accourding)ہو، بد مذہب عُلَمائے دین نہیں۔شیطان کتنا بڑا عالم تھا جسے مُعلِّمُ الْمَلَکُوت (یعنی فرشتوں کا استاد) کہا جاتا ہے(فتاوی رضویہ جلد ۱۴،ص۶۱۱ تا ۶۱۲ مُخلصاً)، اللہ کریم اس کے بارے میں فرماتا ہے(ترجمہ Translation): بھلا دیکھو تو وہ جس نے اپنی خواہش(desire) کو اپنا خدا بنالیا اور اللہ نے اسے علم کے باوجود گمراہ کردیا (کنز العرفان، پ۲۵، الجاثیہ ۲۳) ۔ایسوں کی توہین(insult) کُفر نہیں بلکہ صورتِ حال کے مطابق(according to condition) لازم ہے۔ حدیث شریف میں ہے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں: کیافاجِر کے ذِکر سے بچتے ہو،اس کو لوگ کب پہچانیں گے،فاجِر کا ذِکر اس چیز کے ساتھ کرو جو اس میں ہے، تاکہ لوگ اس سے بچیں۔(اَلسُّنَنُ الکُبریٰ ج۱۰،ص۳۵۴،حدیث ۲۰۹۱۴)یعنی گمراہ آدمی کی گمراہی(بے دینی، قرآن وحدیث کے خلاف(against)عقیدے)لوگوں کو بتا کر، مسلمانوں کو اُس کی گمراہی سے بچاؤ۔

نوٹ: جو بالکل صاف صاف کفر کہے، اُس کا اِسلام ختم ہو جاتا ہے۔

یادرہے: کسی کے کافر ہونے کا فیصلہ ہم نہیں کرسکتے، یہ عُلَمائے کِرام ہی کا کام ہے۔کسی نے اسلام کے خلاف کوئی بات بولی تو ”دارالافتاء اہلسنّت“ سے پوچھ لیجئے۔

---

100 ”عالم صاحب کا خوفِ خدا“

ایک دن امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہیں جارہے تھے کہ بے خیالی میں(یعنی توجُّہ(attention)نہ رہی) آپ کا پاؤں ایک لڑکے کے پَیر پر پڑ گیا، لڑکے کی چیخ نکل گئی اور اُس کے مُنہ سے یہ بات نکلی: جناب! کیا آپ قِیامت کے دن میں لیے جانے والے بدلوں(recompenses) سے نہیں ڈرتے ؟ یہ سُننا تھا کہ امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بہت زیادہ ڈر گئے اور آپ بیہوش(unconscious) ہوگئے، کچھ دیر کے بعد جب ہوش آیا تو عرض کی گئی: ایک لڑکے کی بات سے آپ اتنا کیوں ڈر گئے؟ فرمایا: کیا معلوم اُس کی آواز اللہ کریم کی طرف سے کوئی ہِدایت

(guidance)ہو۔(اَلْمَناقِب لِلْمُوَفَّق، ج۲، ص۱۴۸)

اس واقعے(incident) سے پتا چلا کہ اللہ کریم کا خوف(ڈر) ایسی پیاری عادت ہے جو ہمیں برائیوں سے بچاتی ہے اوراچھائیوں کی طرف لے کر جاتی ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ علمِ دین کی برکت(blessings) سے عُلَمائے کِرام، اللہ کریم سے ڈرنے والے ہیں۔

تَعَارُف(Introduction):

امام اعظم کا نام "نُعمان" اور کُنْیَت(kunyah)"اَبُو حنیفہ" ہے۔ سن 80 سنِ ہجری میں آپ پیدا ہوئے۔ امامِ اعظم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ دن بھر علمِ دین پڑھاتے اور ساری رات عبادت کرتے۔ ہمارے امامِ اعظم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ رَمَضانُ الْمبارَک میں اکسٹھ(61) قرآن پاک خَتْم کیا کرتے۔ تیس(30) دن میں، تیس(30) رات میں اور ایک(1) تراویح میں بلکہ عید کے دن بھی ایک قرآنِ پاک کا ختم کرتے تھے(اس طرح رمضان اور عید ملا کر باسٹھ(62) قرآنِ پاک کا ختم کرتے تھے)(مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ للموفق، ج۱، ص۲۴۳) مزید(more) آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے پینتالیس(45) سال تک عشاء کے وُضُو سے فجر کی نماز پڑھی(فتاوی رضویہ جلد۷، ص۴۱۰)۔ ایک روایت کے مطابق امامِ اعظم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے زندگی میں پچپن(55) حج کئے اور جس گھر میں آپ کا انتقال ہوا، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے اُس میں سات ہزار بار(7000) قرآن مجید خَتْم فرمائے تھے۔ ڈیڑھ سو(150) سنِ ہجری میں آپ کو زہر دے کر شہید(یعنی قتل۔murder) کر دیا گیا۔ آپ کے جنازے میں بہت لوگوں نے شرکت کی، بغداد شریف میں آپ کا مزار مبارک ہے(عقود الجمان ص۲۲۱)۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں جو دینی مسائل امامِ اعظم رَحْمَۃُ اللّٰہ عَلَیْہ نے بتائیں ہیں، پاک وہند (Pakistan n India) اور بنگلہ دیش (Bangladesh) وغیرہ میں رہنے والے مسلمانوں کی بھاری اکثریت(majority) ان مسائل پر عمل کرتے اور اپنے آپ کو "حنفی" کہتے ہیں۔

علم اور عُلَمائے کِرام کی شان:

فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اللہ کریم بڑا جَواد (سب سے زیادہ نوازنے یعنی دینے والا) ہے اور میں سب آدمیوں میں بڑا سخی ہوں اور میرے بعد اُن میں بڑا سخی وہ ہے جس نے کوئی علم سیکھا پھر اس کو پھیلا دیا۔ (شعب الایمان، ج ۲، ص ۲۸۱، حدیث: ۱۷۶۷، باختصار)

---

101 "حدیث شریف کا ادب (respect)"

حضرت امام مالک بن انس رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ جب حدیث شریف کا درس دینے کا ارادہ (intention) کرتے تو پہلے وضو کرتے، اپنی داڑھی میں کنگھی (combing) کرتے، بہت اطمینان (calmness) اور ادب (respect) کے ساتھ اپنی جگہ پر بیٹھتے پھر حدیث بیان کرتے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے اس انداز (style) سے حدیث بیان کرنے کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: میں پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی حدیث کی تعظیم (respect) کرنے کو پسند کرتا ہوں اور اطمینان و سکون کے ساتھ وضو کے ساتھ ہی حدیث بیان کرتا ہوں۔

آپ راستے میں کھڑے کھڑے یا جلد بازی (haste) میں حدیث شریف سنانے کو پسند نہیں کرتے تھے۔ آپ نے خود فرمایا کہ: مجھے یہ پسند ہے کہ میں جو بھی حدیث شریف بیان کروں اسے اچھی طرح سمجھا دوں۔

(حلیۃ الاولیاء، ج ۶، ص ۳۴۷، رقم: ۸۸۵۸)

اس واقعے (incident) سے معلوم ہوا کہ ہمیں قرآن و حدیث اور علمِ دین کا ادب (respect) کرنا چاہیے۔ اور یہ بھی پتا چلا کہ دینی کتابوں کا ادب سیکھنے کے لیے عُلَمائے کِرام کے انداز (manners) جاننے چاہیے اور ان کی طرح اپنی زندگی گزارنی چاہیے۔

تَعَارُف (Introduction):

آپ کا نام "مالک" "کُنیَت (kunyah) اَبُو عبدُ اللہ، والد کا نام انس ہے اور آپ امام مالک کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کو عالمِ مدینہ کہا جاتا ہے، 93 سنِ ہجری میں پیدا ہوئے، تبع تابعی بزرگ ہیں (یعنی آپ نے تابعین کرام

رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِمْ کا زمانہ پایا ہے اور انہیں دیکھا بھی ہے، جبکہ تابعین، وہ ہیں کہ جنہوں نے کسی صحابی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ سے ملاقات کی ہو یا اُن کے پاس جانا ہوا ہو)۔ حضرت امام مالک بن انس رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اتنے بڑے عالم تھے کہ لوگ دوسرے ملکوں سے سفر کر کے آپ کے پاس علم سیکھنے آتے (سیر اعلام النبلاء، ج۱۵، ص۴۳، ملتقطا)۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا عشقِ رسول ایسا تھا کہ مدینے پاک میں گھوڑے پر بیٹھنا، آپ کو بالکل پسند نہیں تھا، آپ کی سوچ یہ تھی کہ جس شہر میں پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا روضہ (یعنی مزار شریف) ہے اس کی مٹی پر میری سواری (ride) کے پاؤں کیسے پڑیں گے (احیاء علوم الدین، کتاب العلم، ج۱، ص۴۸، ملخصا)۔ ۱۰ ربیع الاول 179 سنِ ہجری، 86 سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج۱۵، ص۱۳۱)۔ دنیا بھر میں لاکھوں (millions) بلکہ کروڑوں مسلمان، آپ کے بتائے ہوئے شرعی مسائل پر عمل کرتے اور اپنے آپ کو "مالکی" کہتے ہیں۔

علم اور عُلَمائے کِرام کی شان:

فرمانِ مُصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: زمین وآسمان کے درمیان جو کچھ بھی ہے (وہ) عالم کے لیے مغفرت (یعنی بخشش) کی دعا کرتا ہے یہاں تک کہ سمندر میں مچھلیاں بھی۔ (ابن ماجہ، ج۱، ص۸۷، حدیث:۲۳۹)

---

102 "عُلَمائے کِرام کی ضرورت"

{1} اللہ کریم فرماتا ہے، ترجمہ (Translation): تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے۔ (پ۱۴، سورۃ النحل، آیت ۴۳) (ترجمہ کنزالعرفان) عُلَمائے کِرام فرماتے ہیں کہ: یہاں اس آیت میں علم والوں سے پوچھنے کا حکم دیا گیا کہ ان (یعنی عُلَمائے کِرام) سے پوچھو۔ (خزائن العرفان پ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت ۷)

{2} حدیث شریف میں ہے کہ: جہالت (یعنی علم نہ ہونے) کی بیماری کی شفاء (عُلَمائے کِرام سے) پوچھنا ہے۔ (ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، ج۱، ص۱۵۴، الحدیث:۳۳۶)

{3} ایک سمجھدار بچّہ (sensible child) بھی یہ بات سمجھ سکتا ہے کہ ایسا شخص جو بالکل بے علم ہو اور اسے اپنے کام کاج سے فرصت (time) بھی نہیں ہے کیا وہ یہ طاقت رکھ سکتا ہے کہ قرآن وحدیث پڑھ کر خود ہی

دین کا ہر مسئلہ سیکھ لے؟ بالکل نہیں۔ اس لیے دین پر عمل کرنے کے لیے عُلَمائے کِرام کی سخت ضرورت ہے۔

{4} اللہ کریم فرماتا ہے، ترجمہ (Translation): اللہ کسی جان پر اس کی طاقت کے برابر ہی بوجھ ڈالتا ہے۔ (پ ۳، سورۃ البقرۃ، آیت ۲۸۶) (ترجمہ کنزالعرفان) عُلَمائے کِرام، اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں: لہٰذا غریب پر زکوٰۃ نہیں، نادار (یعنی ایسا غریب و محتاج کہ جو حج پر جانے کی طاقت نہ رکھتا ہو) پر حج فرض نہیں (تفسیر صراط الجنان، ج ۱، ص ۴۳۱ مُلخصاً)۔ جب غریب آدمی پر زکوٰۃ اور حج فرض نہیں تو بے علم کو خود قرآن و حدیث سے مسائل نکالنا کیسے ضروری کہا جائے گا؟ (جاء الحق، ص ۲۵، مطبوعہ لاہور، ماخوذاً)

{5} اللہ کریم فرماتا ہے، ترجمہ (Translation): اور ہر علم والے کے اوپر ایک علم والا ہے۔ (پ ۱۳، سورۃ یوسف، آیت ۷۶) (ترجمہ کنزالعرفان) عُلَمائے کِرام فرماتے ہیں کہ مخلوق (all creatures) میں ہر علم والے سے اوپر (یعنی زیادہ) ایک علم والا ہے اور مخلوق میں سب سے اوپر (یعنی زیادہ علم والے) ہمارے پیارے آقا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہیں۔ (تفسیر صراط الجنان، ج ۵، ص ۳۹ مُلخصاً)

{6} صحابۂ کرام رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ کو جن شرعی مسائل کو سیکھنے یا سمجھنے کی ضرورت، حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ظاہری زندگی میں پڑی تو اُنہوں نے نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے اس کا حکم پوچھ لیا۔ اور اگر پوچھنا ممکن نہ ہوا تو اپنے علم پر عمل کیا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت مُعاذ بن جَبَل رَضِيَ اللهُ عَنْه کو رَسُولُ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے جب "یمن" بھیجا تو فرمایا: جب تمھارے سامنے کوئی (شرعی) مسئلہ آئے گا تو کس طرح فیصلے کروگے؟ (یعنی اُس دینی مسئلے کو کس طرح حل کروگے) عرض کی: اللہ کریم کی کتاب (یعنی قرآنِ پاک) سے فیصلہ کروں گا (یعنی رہنمائی۔guidance لونگا)۔ فرمایا: اگر تم اللہ کریم کی کتاب میں (وہ مسئلہ) نہ پاؤ تو؟ عرض کی: تو رسولُ اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی سنّت (یعنی حدیث شریف) سے فیصلہ کروں گا (یعنی رہنمائی۔guidance لونگا)۔ فرمایا: اگر تم رسولُ اللہ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کی سنّت میں بھی نہ پاؤ تو؟ عرض کی: اپنی رائے (اور علم) سے قیاس کروں گا (یعنی سوچونگا) اور کوتاہی (یعنی کمی) نہ کروں گا۔ تو رسولُ اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ان کے سینے (chest) پر ہاتھ

مار کر فرمایا: تمام تعریفیں اللہ کریم کے لئے ہیں جس نے رسول کا پیغام لے کر جانے والے(messenger) کو اس(اچھے طریقے) کی توفیق(ہدایت، رہنمائی۔guidance) دی جس سے اللہ کا رسول راضی(یعنی خوش) ہے۔(مشکاۃ المصابیح،کتاب الامارۃ والقضاء،ج ۲،ص ۱۴،حدیث: ۳۷۳۷)

{7} حدیث میں ہے: میرے صحابہ ستاروں(stars) کی طرح ہیں تم ان میں سے جس کی پیروی(follow) کرو (یعنی پیچھے چلو)گے ہدایت (یعنی سیدھا راستہ۔ guidance) پالو گے۔(مشکاۃ المصابیح،کتاب المناقب، ج ۲، ص ۴۱۴، حدیث: ۶۰۱۸)

{8} کچھ عُلَمائے کِرام بہت بڑے درجے (rank) کے ہوتے ہیں، انہیں مُجتَہِد کہتے ہیں۔ یہ عُلَمائے کِرام قرآن وحدیث کو سمجھ کر اُس میں سے دین کے مسائل نکال کر بتاتے ہیں۔ عُلَمائے کِرام ان مسائل کو سمجھ کر عام لوگوں کو سمجھاتے ہیں پھر عام لوگ دین کے مسائل پر عمل کرتے ہیں۔

{9} یہ بڑے بڑے عُلَمائے کِرام کہ جو شرعی طور پر قرآن وحدیث سمجھ کر کوئی دینی مسئلہ بتانے کی صلاحیت (ability) رکھتے ہیں۔ ان عُلَمائے دین کے بتائے ہوئے مسئلوں پر عمل کرنا اور ان مسئلوں پر عمل کو اپنے اوپر لازم سمجھ کر ان کی پیروی(follow) کرنا، **تَقْلِید** کرنا کہلاتا ہے۔(جاءالحق،ص ۲۱،مطبوعہ لاہور،ماخوذاً)

{10} تقلید(یعنی اس طرح کی پیروی۔follow) مخصوص(specific) عُلَمائے کِرام ہی کی ہے، کسی کی غیر شرعی پیروی کی اجازت نہیں۔ اللہ کریم فرماتا ہے، ترجمہ(Translation): اور جب ان سے کہا جائے کہ جو اللہ نے نازل فرمایا ہے اس کی طرف اور رسول کی طرف آؤ تو کہتے ہیں کہ ہمیں وہی کافی(enough) ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ کیا اگرچہ (چاہے) ان کے باپ دادا نہ کچھ جانتے ہوں اور نہ انہیں ہدایت (رہنمائی۔guidance) ہو۔(پ ۲،سورۃ البقرۃ، آیت ۱۷۰)(ترجمہ کنزالعرفان)

{11} اللہ کریم نے ہمیں اس طرح دعا مانگنے کا حکم دیا، ترجمہ(Translation): ہمیں سیدھے راستے پر چلا، ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے احسان کیا۔(پ ۱،سورۃ الفاتحہ، آیت ۵)(ترجمہ کنزالعرفان) عُلَمائے کِرام فرماتے ہیں: اس

آیت سے معلوم ہوا کہ صراط مستقیم (یعنی سیدھا راستہ) وہی ہے۔ جس پر اللہ کریم کے نیک بندے چلے ہوں۔ بڑے بڑے عُلَمائے کِرام اور مشہور اَوْلِیائے کِرام نے اپنے سے بڑے عُلَمائے کِرام کی پیروی اور تقلید کی۔

(جاء الحق، ص ۲۵، مطبوعہ لاہور، ماخوذاً)

{12} آج کے دور میں چار (4) بڑے عُلَمائے کِرام کی پیروی اور تقلید کی جاتی ہے: (1) امامِ اعظم (2) امام شافعی (3) امام مالک (4) امام احمد بن حنبل رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِم۔ دنیا میں کروڑوں مسلمان، ان کی پیروی (follow) کرتے ہیں۔ پاک وہند (Pakistan n India) اور بنگلہ دیش (Bangladesh) وغیرہ میں امامِ اعظم رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی پیروی اور تقلید کرنے والے زیادہ ہیں۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کچھ اس طرح فرماتے ہیں: جو ان (چاروں) میں سے جس کی پیروی (follow) کرے اور زندگی بھر پیروی کرتا رہے، کبھی کسی مسئلے میں ان کے خلاف (against) نہ چلے تو وہ ضرور صراطِ مستقیم اور سیدھے رستے پر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۷، ص ۶۴۴، مُلخصاً)

---

103 "بارش برسنے لگی"

امامِ اہلسنّت، اعلیٰ حضرت، پیر طریقت، حضرت علّامہ مولانا، امام **احمد رضا خان قادِری** رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے پاس ایک نُجُومی (astrologer) حاضر ہوا، آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے اُس سے فرمایا: آپ کے حساب سے بارِش کب ہوگی؟ اس نے کہا: اس مہینے میں پانی نہیں ہے لھذا بارش نہیں ہوگی۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے فرمایا: اللہ کریم ہر بات پر قادِر ہے، وہ چاہے تو آج ہی بارِش ہو جائے۔ آپ سِتاروں (stars) کو دیکھ رہے ہیں اور میں ستاروں کے بنانے والے، اللہ کریم کی قدرت اور طاقت کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔ دیوار پر گھڑی (clock) لگی ہوئی تھی آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے اُس سے فرمایا: کتنے بجے ہیں؟ عَرض کی: سوا گیارہ (11:15am)۔ فرمایا: بارہ بجنے میں کتنی دیر ہے؟ عرض کی: پون گھنٹہ (45 minutes)۔ فرمایا: ابھی بارہ (12) بج سکتے ہیں یا نہیں؟ عَرض کی: نہیں، یہ سُن کر اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه اُٹھے اور گھڑی کی سُوئی گھمادی، فوراً ٹن ٹن بارہ (12) بجنے لگے۔ نُجُومی سے فرمایا: آپ تو کہتے تھے کہ ابھی بارہ (12) نہیں بج سکتے۔ تو اب کیسے

بچ گئے؟ عَرض کی: آپ نے سُوئی گھمادی۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: اللہ کریم قادِر ہے کہ جس سِتارے کو جس وَقت چاہے جہاں چاہے پہنچادے۔ میرا ربّ چاہے تو آج اور ابھی بارِش ہونے لگے۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اِتنا کہا ہی تھا کہ ہر طرف بادل(cloud) آگئے اور بارِش شروع ہو گئی۔

(انوارِ رضا، ص۳۷۵ضیاءالقرآن پبلی کیشنز مرکز الاولیاءلاہور ملخصاً)

اس واقعے(incident)سے معلوم ہوا کہ عالم صاحب، اللہ کریم کی قدرت پر زیادہ یقین (sure) رکھنے والے ہوتے ہیں۔ علمِ دین کی بہت برکتیں(blessings)ہیں، ہمیں علمِ دین حاصل کرنا چاہیے۔

تَعَارُف(Introduction):

امامِ اہلسنّت، اعلیٰ حضرت، پیرِ طریقت، حضرت علّامہ مولانا، امام **احمد رضا خان** قادِری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بہت ہی بڑے عالم تھے یہاں تک کے عرب شریف اور دیگر ملکوں (other countries) کے بڑے بڑے عالموں نے آپ کو مُجَدِّد کہا(اتنے بڑے عالم کو مُجَدِّد کہتے ہیں کہ جو سو(100) سال میں ہوتا ہے)۔ آپ ایسے عاشقِ رسول تھے کہ آپ کے ہوتے ہوئے کوئی بھی شخص پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی شان کے خلاف(against) کوئی بات نہیں کر سکتا تھا۔ کچھ لوگوں نے مسلمانوں کے دلوں میں پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی شان کم کرنے کی کوشش کی تو آپ نے مسلمانوں کو ان سے بچایا اور عشقِ رسول کو خوب عام کیا۔ آپ پچاس(50)قسم کے علم کے عالم تھے، آپ نے قرآنِ پاک کا ترجمہ بھی کیا جس کا نام "**کنزالایمان**" ہے، جو عاشقانِ رسول کے لیے بہت بڑی نعمت ہے۔ آپ نے تقریباً ایک ہزار کتابیں لکھیں۔ آپ چوّن(54) سال تک مسلمانوں کو دینی مسائل کے فتوے لکھ لکھ کر دیتے رہے۔ اعلیٰ حضرت، رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے جو فتوے ملے، انہیں جمع کیا گیا، عربی وغیرہ کا ترجمہ کیا گیا تو یہ تیس (30) جلدوں(volumes) کا **فتاویٰ رضویہ** بن گیا، جس کے صفحات(pages) تقریباً **21656**ہیں۔ اعلیٰ حضرت، رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بہت بڑے عالم ہونے کے ساتھ ساتھ سلسلہ "**قادریہ**" کے بہت بڑے پیر صاحب بھی ہیں۔

سلسلہ "قادریہ" کی شان:

حضور غوث اعظم، شیخ عبدُ القادر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بے شک میرا ہاتھ میرے مرید پر ایسا ہے جیسے آسمان زمین پر ہے۔(بہجۃ الاسرار، ص ۱۹۳)

~~~~~~

104 "سانپ نُما جن"

ولیوں کے سردار، شَہَنشاہِ بغداد، سرکار غوثُ الاعظم، شیخ عبدُ القادر جیلانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنے مدرَسے کے اندر اجتماع (یعنی لوگوں) میں بیان فرمارہے تھے کہ چھت پر سے ایک **سانپ** آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ پر گرا۔ لوگ گھبرا (یعنی سب ڈر) گئے مگر حضور غوث پاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ **سانپ** آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے کپڑوں میں گھس گیا اور تمام جسم سے لپٹتا ہوا گریبان شریف (collar) سے باہَر نکلا اور گردن مبارَک پر لپٹ گیا۔ مگر شَہَنشاہِ بغداد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی شان یہ تھی کہ تھوڑا سا بھی نہ گھبرائے (نہ ڈرے) اور نہ ہی بیان بند کیا۔ اب **سانپ** زمین پر آگیا اور دُم پر کھڑا ہو گیا اور کچھ کہہ کر چلا گیا۔ لوگ جمع ہو گئے اور عرض کرنے لگے: حضور! **سانپ** نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے کیا بات کی؟ فرمایا: **سانپ** نے کہا: میں نے اللہ کریم کے بَہُت سارے ولیوں رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمْ کو تنگ کیا ہے مگر آپ جیسا کسی کو نہیں پایا۔(بَہجۃُ الاسرار لِلشَّطنوفی، ص ۱۶۸، مُلخصاً)

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

تَعَارُف (Introduction):

غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا نام "عبد القادر" تھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ "سیّد" ہیں، آپ کی کُنْیَت (kunyah) "ابُو محمد" اور القابات "محیُ الدّین"، "غوثُ الاعظم" وغیرہ ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ۴۷۰ھ میں مُلک "عراق" کے مشہور شہر "بغداد شریف" کے قریب "جیلان" میں پیدا ہوئے مگر ۵۶۱ھ میں "بغداد شریف" میں انتقال فرمایا اور یہی آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مزار شریف میں ہے(بہجۃ الاسرار ومعدن الانوار، ص ۱۷۱، ابو صالح
~~~~~~

سیدی عبدالقادر الجیلی،ج۱،ص۱۷۸)۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ والد صاحب کی طرف سے حسنی (یعنی امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کی اولاد میں سے) ہیں اور والدہ صاحبہ کی طرف سے حسینی (یعنی امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کی اولاد میں سے ہیں اور) سیّد ہیں۔(بہجۃالاسرار،معدن الانوار،ذکر نسبہ،ص۱۷۱)

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے ابتدائی تعلیم (early education) جیلان میں حاصل کی، پھر مزید (more) تعلیم کے لئے 488 سنِ ہجری میں بغداد تشریف لائے اور علمِ دین حاصل کیا اور بہت ہی بڑے عالم بنے(نزہۃالخاطر الفاتر،۲۰بتغیر)۔ ایک مرتبہ ایک سوال آیا کہ ایک شخص نے تین (3) طلاقوں کی قسم اس طرح کھائی ہے کہ وہ اللہ کریم کی ایسی عبادت کرے گا کہ جس وقت وہ شخص اُس عبادت کو کرے گا تو لوگوں میں سے کوئی شخص بھی وہ عبادت نہ کر رہا ہو، اگر وہ ایسا نہ کر سکا تو اس کی بیوی کو تین (3) طلاقیں ہو جائیں۔ عُلَمائے کرام نے یہ مسئلہ غوثِ پاک سیّد عبدُ القادر رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی طرف بھیجا تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے فوراً اس کا جواب فرمایا کہ وہ شخص مکّہ مکرمہ چلا جائے اور طواف کی جگہ صرف اپنے لئے خالی کرائے اور اکیلے طواف کرکے اپنی قسم کو پورا کرے۔(بہجۃالاسرار،ص:۲۲۶)

ان دونوں حکایات سے ہمیں یہ درس (lesson) ملا کہ اللہ کے ولی، اللہ کریم پر بھروسہ (trust) رکھنے والے ہوتے ہیں اور اللہ کے ولی بہت بڑے عالم بھی ہوتے ہیں۔ ہمیں اگر نیک بننا ہے تو عبادت کے ساتھ ساتھ علم بھی حاصل کرنا ہوگا۔

سلسلہ "قادریہ" کی شان:

سرکارِ بغداد، غوثِ پاک، سیّد عبدُ القادر رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں اپنے مرید بلکہ ان کے مریدوں کا سات پشت (یعنی اولاد پھر اُس کی اولاد) تک ہر ایک معاملے کا ذمہ دار (responsible) ہوں اور اگر میرے مرید کا ستر (کپڑا وغیرہ) مشرق (east) میں کھل جائے اور میں مغرب (west) میں ہوں تو میں اس کو چھپانے والا ہوں۔ (بہجۃالاسرار،ص۱۹۱)

---

105 ”بیعَت کب سے اور کس سے؟“

{1}اللہ کریم فرماتا ہے، ترجمہ(Translation):بیشک اللہ ایمان والوں سے راضی(یعنی خوش)ہوا جب وہ درخت کے نیچے تمہاری بیعت کررہے تھے۔(پ۲۶،سورۃالفتح،آیت۱۸)(ترجمہ کنزالعرفان) عُلَمائے کِرام فرماتے ہیں: بیعت(ایک خاص قسم(special type)کا وعدہ)ایمان کے علاوہ(other)نیک کاموں پر بھی ہونی چاہیے۔
(صراط الجنان،ج۹،ص۳۰۸،ماخوذاً)

{2}مسلم شریف میں ہے، حضرتِ عُبادَہ بن صامِت رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کریم کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھ ایک مجلس میں تھے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تم لوگ مجھ سے اس پر بیعت(یعنی وعدہ)کرو پھر آپ نے مُختلف باتوں پر بیعت لی۔(مسلم، کتاب الحدود، ص۹۳۹، حدیث:۴۴۰۹ ملخصاً)

{3}حضرتِ امام فخرُ الدّین رازی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ تفسیرِ کبیر میں نقل فرماتے ہیں: جب مکّہ پاک میں ستّر(70)صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ نے رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے مُختلف باتوں پر بیعت کی تو صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ نے عرض کی: یَارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! جب ہم ایسا کرلیں گے تو ہمیں کیا صِلہ(یعنی بدلہ)ملے گا؟ تو اللہ کریم کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جنّت۔ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ نے عرض کی: یہ تو فائدے والی بیعت ہے، ہم اس بیعت(یعنی وعدے) کو نہ توڑیں گے اور نہ ہی توڑنے کا کہیں گے، اس پر یہ آیت نازِل ہوئی، ترجمہ (Translation)(ترجمہ کنزالعرفان): بیشک اللہ نے مسلمانوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال اس(بات کے) بدلے میں خرید لئے کہ ان کے لیے جنّت ہے۔(پ۱۱،التوبۃ:۱۱۱)(تفسیرِ کبیر، پ۱۱، التوبۃ، تحت الآیۃ:۱۱۱،ج۶،ص۱۵۰)

{4}پیری، مریدی میں ”بیعت“ یہ ہے کہ کسی صحیح پیر کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر دین پر عمل اور ”روحانیت (spirituality)“حاصل کرنا کہ بغیر ”پیر صاحب“ کے یہ راستہ طے نہیں ہو سکتا۔ کتابیں پڑھ لینا یا ورد و وظیفہ (تسبیح وغیرہ) کر لینا کافی (enough)نہیں، اس سفر میں آنے والی مشکلات(difficulties) ”پیر صاحب“ ہی کی وجہ سے دور ہوتی ہیں۔ اس منزل (destination) کو پانے کے لیے اپنا ہر کام، پیر صاحب کی رہنمائی(guidance)کے مطابق کرے۔(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۱ صفحہ ۴۷۹ ماخوذاً)

{5} جس مسلمان کے عقیدے(beliefs) صحیح اور قرآن وحدیث کے مطابق ہیں۔ عُلَمائے کِرام کی پیروی (follow) اور تقلید کو ضروری سمجھتا ہو، اَوْلیَائے کِرام سے محبّت رکھتا ہو، وہ بے پیرا (یعنی بغیر پیر والا) نہیں بلکہ قرآن وحدیث سے رہنمائی(guidance) حاصل کرنے والا ہے۔(فتاوٰی رضویہ جلد ۲۱ صفحہ ۴۷۹، ماخوذاً)

{6} پیر کے لیے چار (4) شرطیں(preconditions) ہیں، بیعت (ہاتھ میں ہاتھ دینے یعنی مُرید ہونے) سے پہلے یہ باتیں دیکھنا ضروری ہیں: **(۱)** سنّی صحیحُ العقیدہ ہو (کہ "پیر صاحب" صحیح اسلامی عقیدے (True Islamic beliefs) والے ہوں) **(۲)** اتنا علم رکھتے ہوں کہ اپنی ضرورت کے دینی مسئلے کتابوں سے نکال سکیں **(۳)** فاسِقِ مُعلِن (یعنی سب کے سامنے گناہ کرنے والا جیسے: داڑھی صاف کروانے والا یا کٹوا کر ایک مُٹھی سے کم کرنے والا، دو چار (4-2) انگوٹھیاں یا چھلا (بغیر نگینے کی انگوٹھی) پہننے والا آدمی) نہ ہو (کیونکہ ایسا شخص "پیر صاحب" نہیں بن سکتا) **(۴)** اُس کا سلسلہ نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تک ملا ہوا ہو (یعنی اُن پیر صاحب کو کسی پیر صاحب نے بیعت کروانے (یعنی مرید بنانے) کی اجازت دی ہو اور اُن کو کسی اور "پیر صاحب" نے (مرید بنانے) کی اجازت دی ہو، اس طرح اوپر جاتے جاتے صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ سے ہوتے ہوئے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تک یہ سلسلہ پہنچتا ہو)(بہارِ شریعت، فتاوٰی رضویہ ج ۲۱ ص ۶۰۳ مُلخصاً)۔ اگر کسی "پیر" کے اندر ان چاروں (4) میں سے ایک بھی شَرط(precondition) کم ہو تو اس کا مُرید بننا جائز نہیں۔(سانپ نما جن ص ۲۲، ۲۱)

{7} کوئی "پیر" بلکہ "ولی" بھی ایسا نہیں کہ جس پر نماز معاف ہو یا اُس پر شریعت اور دین کے حکم پر عمل کرنا ضروری نہ ہو۔ سب دین اور شریعت کے پابند(obliged) ہیں (سب کو دین کی لازم باتوں پر عمل کرنا ضروری ہے)۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں عمل کی کیا ضرورت ہم منزل (destination) تک پہنچ گئے (یعنی مَعَاذَ اللہ! ہم جنّتی ہو گئے)۔ ایسوں کے بارے میں حضرت جُنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: وہ سچ کہتے ہیں کہ ہم **پہنچ گئے**، بیشک پہنچ گئے، مگر کہاں؟ جہنّم میں۔(الیواقیت والجواھر، ص ۲۰۶)

{8} شرعی اجازت کے بغیر "**پیر کامل**" (یعنی جن "پیر صاحب" میں اوپر بتائی ہوئی چاروں باتیں پائی جاتی ہوں) کی "بیعت" توڑنا ناجائز ہے کہ اس طرح کرنے (بیعت توڑنے سے) "پیر کامل" کو تکلیف پہنچے گی۔(فتاوٰی رضویہ

جلد ۲۷ص ۵۷۷،ماخوذاً)

{9}: کسی نُمائندے(messenger) یا خط کے ذریعے بھی مُرید ہو سکتا ہے۔(فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۶، صفحہ ۵۸۵، مُلخصاً)
جب کسی آدمی کو بھیج کر یا خط سے مُرید ہو سکتا ہے تو ٹیلی فون اور لاؤڈ اسپیکر پر بھی بیعت ہو سکتی ہے۔

---

106 "آلِ رسول (سیّد صاحب) نے نصیحت نہ کی"

ایک مرتبہ حضرت داوٗد طائی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے سلسلہ **"قادریہ"** کے شیخ امام جعفر صادق رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے عرض کی: آپ "اہلِ بیت" میں سے (یعنی سیّد صاحب) ہیں، اس لئے مجھے کوئی نصیحت (advice) فرمائیں، لیکن وہ خاموش رہے۔ جب آپ نے دوبارہ عرض کی کہ "اہلِ بیت" ہونے کی وجہ سے اللہ کریم نے آپ کو فضیلت (excellence) دی ہے، تو نصیحت کرنا آپ کے لئے ضروری ہے۔ یہ سن کر امام جعفر رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے فرمایا: مجھے تو خود یہ ڈر ہے کہ کہیں قیامت کے دن میرے نانا جان (یعنی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) میرا ہاتھ پکڑ کر یہ نہ پوچھ لیں کہ تو نے خود میری پیروی (obeying) کیوں نہیں کی؟ کیونکہ نجات (یعنی آخرت میں کامیاب ہونا) نسب (یعنی خاندان کی وجہ) سے نہیں بلکہ نیک اعمال پر ہے (تو میں کیا کرونگا؟ یہ کہنے کے بعد آپ نے نصیحت نہ فرمائی)۔ یہ سن کر حضرت داوٗد طائی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کو رونا آگیا (اور وہ کہنے لگے) کہ حضرت داوٗد طائی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ ایسے بزرگ جو پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے خاندان سے ہیں، جب یہ اللہ کریم سے اتنا ڈرتے ہیں، تو مجھے اللہ کریم سے کتنا زیادہ ڈرنا چاہیے؟ (تذکرۃ الاولیاء عربی، ص ۴۲)

اس واقعے (incident) سے ہمیں پہلی بات تو یہ پتا چلی کہ جب کسی بزرگ یا عالمِ دین سے ملاقات ہو تو ان سے علم کا سوال کیا جائے، **دوسری بات یہ پتا چلی کہ** بزرگوں سے نسبت اور تعلق (relationship) ہونے کے باوجود نیک کام کرنے چاہئیں بلکہ زیادہ کرنے چاہئیں مگر دوسروں کو ان نسبتوں (رشتوں، تعلقات۔ relationship) کا احترام (respect) کرنا چاہیے۔

تعارُف (Introduction):

حضرت امام جعفر صادِق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ 17 ربیع الاول 83 سنِ ہجری پیر شریف کے دن مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی کُنیَت (kunyah) "ابوعبد ُاللہ" اور "ابُواسماعیل" ہے جبکہ لقب (title) "صادق"، "فاضل" اور "طاہر" ہے۔ آپ حضرت امام محمد باقر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے بڑے بیٹے ہیں، آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی والدہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی پوتی (granddaughter) تھیں، آپ آلِ رسول (یعنی سیّد) اور سلسلہ **"قادریہ"** کے بزرگ ہیں۔ امام جعفر صادق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے 68 سال کی عمر میں 15 رَجَبُ الْمُرَجَّب 148 ہجری کو وفات پائی۔ آپ کا مزار، "مدینے شریف" کے مشہور قبرِستان "جنّتُ البقیع" میں والدِ محترم حضرت امام محمد باقر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے قریب ہے (سیر اعلام النبلاء، ج۶، ص۲۶۹، شواہدُ النّبوہ، ص۲۴۵)۔ "اہلِ بیت" سے محبّت کرنے والے پندرہ (15) رجب کو، ان کی نیاز میں، ایصال ثواب (یعنی انہیں ثواب پہنچانے) کے لیے کھیر پوری (یعنی مٹی کے برتن میں کھیر وغیرہ رکھ کر) کھلاتے ہیں[2]۔

آلِ رسول رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی شان:

ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: میں جب بھی حضرت امام جعفر صادق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو دیکھتا ہوں تو مجھے پتا چل جاتا ہے کہ یہ اَنْبِیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی اولاد میں سے ہیں۔ (حلیہ الاولیاء، ج۳، ص۲۲۵، رقم: ۳۷۸۲)

---

107 "وسیلے کی برکت (blessings)"

حضرت حسن بن ابراہیم حنبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بہت بڑے بزرگ اور عالم تھے، آپ فرماتے ہیں: جب مجھے پر کوئی مشکل آتی ہے، میں حضرت امام موسی کاظم بن جعفر صادق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِما (جو کہ سیّد صاحب اور سلسلہ **"قادریہ"** کے بزرگ ہیں) کے مزار پر حاضر ہو کر ان کے وسیلے[3] (یعنی اُن کے صَدْقے) سے دعا مانگتا

---

(3) **"ایصال ثواب"** کی تفصیل (detail) **"دین کے مسائل part : 3**، **Topic number : 150** دیکھیں۔

(4) **"وسیلے"** کی تفصیل (detail) **Topic number : 96** میں دیکھیں۔

ہوں تو اللہ کریم میری دعا قبول(accept) فرماتا ہے اور میرا کام آسان فرمادیتا ہے۔(تاریخ بغداد،ج۱،ص۱۳۳، مُلخصاً)

اس واقعے(incident)سے معلوم ہوا کہ اللہ کے ولیوں کے مزاروں پر حاضر ہو کر ان کے وسیلے (یعنی صَدْقے) سے دعا کرنا بہت اچھا کام ہے۔ یہ طریقہ ہمارے بزرگوں کا ہے اور اس میں دعا قبول(accept) ہونے کی زیادہ اُمید(hope) ہے، ایک بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ کوئی عالم بھی ہو تو وہ بھی مزارات پر حاضر ہو کر برکت(blessings) حاصل کرے۔

تَعَارُف(Introduction):

آلِ رسول(یعنی سیّد)، سلسلہ **"قادریہ"** کے بزرگ، حضرت سیّد موسیٰ کاظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ 128 سنِ ہجری کو پیدا ہوئے، نام موسیٰ، کُنْیَت(kunyah)"ابُو الحسن" اور القابات(titles)"صابر"، "صالح" اور مشہور لقب(title)"کاظم" ہے۔ آپ، حضرت امام جعفر صادق کے بیٹے اور بہت زیادہ عبادت کرنے والے سخی (یعنی غریبوں پر مال خرچ کرنے والے) تھے۔ غصّے پر قابو(control) پالیتے تھے جس کی وجہ سے آپ کو کاظم (یعنی غصہ پی جانے والے،کا) لقب(title) ملا۔ 183 ہجری میں 55 سال کی عمر میں انتقال فرمایا(تاریخ بغداد، ج۱، ص۱۳۳ تا ۱۳۷، ملتقطا)

آلِ رسول رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی شان:

امام شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں: تجربہ(experience) ہے کہ آلِ رسول(یعنی سیّد) ،حضرت موسی کاظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی قبر شریف پر دعا قبول(accept) ہوتی ہے۔(اشعۃ اللمعات، ج۱، ص۷۶۲، مُلخصاً) آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ساری رات عبادت میں اور دن روزے میں گزارتے تھے، کوئی آپ پر زیادتی (یعنی ظلم وغیرہ) کرتا تو آپ اسے معاف فرمادیتے، عراق والوں میں مشہور تھا کہ اللہ پاک سے دعا کرکے اپنے مسائل حل کروانے کے لیے آپ کا مزار شریف ایک دروازے کی طرح ہیں۔(نور الابصار، ص۱۶۴، مُلخصاً)

----

108 "سیّدوں کی شان"

{1}ایک سیّد صاحب جب حضرت عمر بن عبد العزیز رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے پاس کسی کام سے تشریف لائے تو آپ نے کہا: اگر آپ کو کوئی کام ہو تو آپ مجھے بُلا لیا کریں یا مجھے خط(letter) لکھ کر بھیج دیا کیجئے۔ آپ کو یہاں دیکھ کر مجھے شرمندگی ہو رہی ہے(I'm embarrassed)۔(نورالابصار، ص۱۲۹)

{2}حضرت علی خَوّاص رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں: سیّد صاحبان چاہے نسب میں اللہ کریم کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے کتنے ہی دور ہوں(یعنی اولاد، ان کی اولاد، ان کی اولاد۔۔۔۔۔۔۔ میں سے ہوں)اُن کا ہم پر حق ہے کہ ہم اپنی خواہشوں(wishes) پر اُن کی رضا(pleasure) اور خوشی کو اہمیت (importance) دیں، اُن کی بہت تعظیم(respect) کریں اور جب یہ حضرات زمین پر بیٹھے ہوں تو ہم اُونچی جگہ نہ بیٹھیں۔(نورالابصار، ص۱۲۹، ملخصاً)

{3}ایک مرتبہ امامِ اہلسنّت، اعلیٰ حضرت، پیر طریقت، حضرت علّامہ مولانا، امام **احمد رضا خان** قادِری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کو کسی سیّد صاحب کی ضرورت(need) کا پتا چلا تو اُس وقت جتنی رقم(amount) آپ کے پاس موجود تھی، وہ سب رقم اُن کے سامنے رکھ دی۔ سیّد صاحب نے اُس میں سے تھوڑی رقم لی تو اُسی وقت آپ نے یوں فرمایا: حُضور! یہ سب آپ کے لیے ہے۔ سیّد صاحب بولے: مجھے اتنی(یعنی کم) رقم کافی(enough) ہے۔ پھر جب وہ جانے لگے تو اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بھی اُن کو چھوڑنے کے لیے ساتھ گئے۔ جب وہ چلے گئے تو اپنے خادم(servent) سے فرمایا: دیکھو! سیّد صاحب کو آئندہ(next time) اپنی ضرورت پر پریشان نہ ہونا پڑے۔(حیاتِ اعلیٰ حضرت، ج۱، ص۱۸۹، بالتغیر)

{4}امیر اہل سنّت، محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ سیّدوں کی بہت تعظیم(respect) کرتے ہیں، ملاقات کے وقت اگر بتا دیا جائے کہ یہ سیّد صاحب ہیں تو کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ سیّد صاحب کے ہاتھ چُوم لیا کرتے ہیں۔ چھوٹے بچے جو سیّد ہوتے ہیں، ان سے بہت زیادہ محبّت اور شفقت سے پیش آتے ہیں۔

{5}امام عبدُالوہاب شعرانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں: کسی شخص نے ایک سَیِّد صاحِب کو مارا تو اُسے اسی رات خواب میں حُضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی اِس حال میں زیارت ہوئی کہ آپ نے اپنا منہ شریف دوسری

طرف کیا ہوا تھا۔ اُس نے عَرض کی: یَارَسُوْلَ الله! میرا کیا گناہ ہے؟ فرمایا: تُو مجھے مارتا ہے، حالانکہ میں قِیامت کے دِن تیری شفاعت (یعنی سفارش) کرنے والا ہوں۔ اُس نے عَرض کی: یَارَسُوْلَ الله! مجھے یاد نہیں کہ میں نے آپ کو مارا ہو۔ فرمایا: کیا تُو نے میری اَوْلاد کو نہیں مارا؟ اُس نے عَرض کی: ہاں۔ فرمایا: تیری ضَرب (یعنی مار) مجھے ہی لگی۔ پھر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنا مُبارَک ہاتھ نکال کر دِکھایا جس پر وَرم تھا (اس طرح سوجا (swollen) ہوا تھا) جیسے کہ شہد کی مکّھی نے کاٹا ہو۔ (الشرف المؤبد، ص۱۰۴)

{6} سیّد صاحبان بھی توجّہ (attention) فرمائیں!

حضرتِ عبدُ الله بن مبارَک رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ ایک بار کہیں تشریف لئے جارہے تھے کہ راستے میں ایک سیّد صاحِب مل گئے اور کہنے لگے: آپ کی بھی کیا خوب شان ہے اور ایک میں بھی ہوں کہ سیّد ہونے کے باوُجود مجھے کوئی نہیں پوچھتا! آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ نے فرمایا: میں نے آپ کے جدِّ اعلیٰ (یعنی نانا محترم) مکّی مَدَنی مصطَفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی سنّتوں کو اپنایا تو خوب عزّت پائی مگر آپ نے اپنے نانا جان کی سنّتوں کو نہ اپنایا تو آپ پیچھے رہ گئے! عبد الله بن مبارَک رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ رات جب سوئے تو خواب میں پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی زِیارت ہوئی، چہرے پر ناراضی معلوم ہورہی تھی، کچھ اس طرح فرمایا: تم نے میری آل (یعنی اولاد) کو طعنہ (taunt) کیوں دیا! آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ بے چین ہو کر اُٹھے اور صبح ہوتے ہی مُعافی مانگنے کیلئے سیّد صاحِب کو ڈھونڈنے نکل گئے۔ دوسری طرف وہ سیّد صاحب بھی انہیں ڈھونڈرہے تھے، دونوں کی ملاقات ہوئی۔ حضرت عبدُ الله بن مبارک رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ نے اپنا خواب سنایا۔ سیّد صاحِب نے سُن کر کہا: مجھے بھی رات میرے نانا جان صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے خواب میں تشریف لاکر کچھ اس طرح فرمایا: تمہارے اعمال (یعنی کام) اچّھے (اور نیک) ہوتے تو عبدُ الله بن مبارک تم سے یہ بات کیوں کرتے! عبدُ الله بن مبارک رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ نے سیّد صاحِب سے بہت معافی مانگی اور سیّد صاحِب نے بھی نیکیاں کرنے کی اچّھی اچّھی نیّتیں کیں۔ (ماخوذ از تذکرۃ الاولیاء، جزءاول، ص۱۰۷، ملخصاً)

{7} اگر کوئی شخص ایسی بات کہہ دے کہ جس پر عُلَمائے کِرام اور مُفتیانِ کرام یہ فرمادیں کہ اب وہ مسلمان نہیں رہا اور ایسی بات کرنے والا پہلے سیّد بھی تھا تو اب وہ سیّد نہیں رہا۔(کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب ص ۲۸۸ مُلخصاً)

{8} بد مذہبوں اور گمراہ (یعنی جہنّم میں لے جانے والا عقیدہ (belief) رکھنے والا) لوگوں کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا حرام ہے اور بد مذہب (خود گمراہ) ہو جانے کا خطرہ (یعنی ڈر) ہے (ملفوظات اعلیٰ حضرت ص ۲۷۷، مُلخصاً)۔ اللہ کریم کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں: انھیں اپنے سے دور کرو اور ان سے دور بھاگو وہ تمھیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمھیں فتنے میں نہ ڈالیں۔(صحیح مسلم مقدمہ، الحدیث ۷، ص ۹)

{9} سنّی عالم، سیّد صاحب سے افضل ہیں۔(فتاوی رضویہ جلد ۲۹، ص ۲۷۴)

اللہ پاک ہمیں اور ہماری نسلوں کو سیّد زادوں کی تعظیم (respect) کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ((اے اللہ! اس دعا کو) قبول (accept) فرما (ہمارے) امانت دار (غیب اور چھپی ہوئی باتوں کی خبر دینے والے) نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی عزّت وشان کے صَدْقے میں)

----

www.farzuloom.net